کیا
میت کا کھانا
جائز ہے
مصنف:۔ مناظرِ اسلام، ملک التحریر، رئیس الفقہاء، حضرت
علامہ مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
باہتمام
قطب مدینہ پبلشرز
کراچی۔ 0320-4027536

کیا میت کا کھانا جائز ہے
(اہلِ میت کے طعام کا حکم)
تصنیف، ملک التحریر مناظر اسلام
حضرت علامہ
محمد فیض احمد اویسی
(بہاولپور)
باہتمام،
قطبِ مدینہ پبلشرز
کھارادر کراچی فون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد مرنے کے بعد انسان (عام آدمی) ایسے ہوتا ہے جیسے کسی کو اندھے کوئیں میں بند کر دیا جائے اور وہ پانی میں غرق ہو کر فریادی ہوتا ہے کہ ہائے بندگانِ خدا میری مدد کرو اس کی مدد اس کے لئے دعا و استغفار اور صدقات و خیرات اور طعام و کلام سے ہوتی ہے (مشکوٰۃ شریف) ملخصاً اموات کو ایسے طریقے کا نام نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے آج اور بعد کو تا حال شریعت میں ایصالِ ثواب کہا جاتا ہے اسکا اسلامی فرقوں میں دورِ سابق میں معتزلہ فرقہ کو تھا اور اب وہابی دیوبندی ان کے مذہب کو تحریکِ وہابیت سے متاثر ہو کر زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ لوگ بانی طور پر کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب جائز ہے لیکن اس کے جملہ طریقوں کو بدعت کہہ کر ٹھکراتے ہیں فقیر نے ایصالِ ثواب کے تمام طریقوں کے متعلق علٰحدہ علٰحدہ کتابیں اور رسالے لکھے ہیں اس کتاب میں فقیر اس مسئلہ کا اثبات کرے گا کہ میت کے مرنے سے لیکر چالیس روز تک مسلسل طعام پکا کر کھلانا ثواب اور میت کے لئے موجب نجات بلکہ قبر میں اس طعام کی برکت سے قبر کی زندگی میں آرام نصیب ہوتا ہے یہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا احسانِ عظیم ہے کہ ہمیں امت کی بھلائی کے لئے طریقہ بتایا کہ اگر کسی بدقسمت نے دنیوی زندگی میں نیک عمل نہ کئے بلکہ برائیوں میں مبتلا رہا تو پھر وہ قبر میں ذلت و خواری سے دوچار ہوا اس کے لئے ثواب بھیجا جائے تو وہ قبر کے دکھوں سے بچ سکتا ہے لیکن وہابی دیوبندی اولادِ آدم سے دشمنی رکھتے ہیں کہ ہر طرح سے ایصالِ ثواب کے طریقوں کو بدعت کہہ کر خود بھی محروم ہیں اور دوسروں کو بھی محروم کرتے ہیں۔

عذرِ لنگ

اس رسالہ کا موضوع ہے میت کے لئے طعام پکا کر کھلانا لیکن اس میں عوام میں چند خرابیاں ہوتی ہیں انہیں خرابیوں کے پیشِ نظر فقہاء کرام نے بعض صورتوں میں کراہت کا فتویٰ لکھا تو مخالفین وہی فتویٰ پیش کر دیتے ہیں بلکہ بعض ایسے بیباک ہیں کہ میت کے طعام کو حرام کہہ دیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی بتلاتے ہیں کہ میت کا طعام دل کو مردہ کرتا ہے لیکن جب کھانے کا وقت آتا ہے تو طعام میت کھاتے بھی خوب ہیں "یہ ہیں عجب کھانے اڑانے والے" فقیر ان تمام صورتوں کو علٰحدہ علٰحدہ لکھ کر اثبات کرے گا اور مخالفین کے جوابات بھی لکھے گا۔ (ان شاء اللہ) وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

احادیث مبارکہ

ایصالِ ثواب کے لیے نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

① سعد بن عبادہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کہ میری والدہ وصیت کے بغیر انتقال کر گئی ہیں تو کیا میرا صدقہ کرنا ان کو نفع دے گا تو آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ بکری کے جلے ہوئے پائے بھی تم صدقہ کرو۔ (طبرانی)

② ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص صدقہ کرے تو اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچائے کیونکہ اس طرح اس کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (طبرانی)

③ طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام اسے نور کے طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر۔ یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔

④ ابن ابی شیبہ نے سعید سے روایت کیا کہ میت کی جانب سے اگر بکری کے پایہ کا بھی صدقہ کیا تو اس کا ثواب بھی اسے پہنچے گا

⑤ بیہقی نے شعب الایمان اور اصبہانی نے ترغیب میں ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کیا تو اللہ نے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا۔ اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے انہیں پورا پورا اجر ملے گا نیز آپ نے فرمایا سب سے بہتر صلۂ رحمی یہ ہے کہ اپنے مردہ رشتہ دار کی جانب سے حج کیا جائے۔

(۶) عبداللہ ثقفی نے اپنی کتاب نقضیات میں زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی جانب سے حج کیا تو اس کو اس کی جزاء ملے گی اور آسمانوں میں اس کو خوشخبری دی جائے گی نیز اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ فرمانبردار لکھا جائے گا۔

(۷) بزاز و طبرانی نے بہ سند انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ مرگیا اور حج فرض ادا نہیں کیا تو آپ نے فرمایا کہ بتاؤ تو سہی اگر اس پر کچھ قرض ہوتا تو تم کیا ادا نہ کرتے ؟ ۔ اس نے کہا کہ ضرور ادا کرتا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس پر قرض ہے ادا کرو ۔

(۸) طبرانی نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری ماں مر چکی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں ؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ۔ علاوہ

(۹) طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو حج کرنیوالے اور جس کی طرف سے حج کیا ہے دونوں ہی کو ثواب ملے گا ۔

(۱۰) ابن ابی شیبہ نے عطا اور زید بن اسلم سے روایت کیا کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری ماں مرچکی ہے کیا میں اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کردوں تو آپ نے فرمایا ۔ ہاں ۔

(۱۱) ابن ابی شیبہ نے عطا سے روایت کیا کہ میت کے بعد غلام آزاد کرنا اور صدقہ میت کے لیئے بہت فائدہ مند ہے ۔

(۱۲) ابن ابی شیبہ نے ابن جعفر سے روایت کیا کہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے

غلام آزاد کرتے تھے۔

(۱۳) ابن سعید نے قاسم بن محمد سے روایت کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمٰن کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کے لیئے ایک غلام آزاد کیا تھا۔

(۱۴) ابوالشیخ نے کتاب الوصایا میں حضرت عمرو بن العاص نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عاص نے وصیت کی تھی کہ ان کی جانب سے سو غلام آزاد کیئے جائیں۔ تو ہشام نے پچاس آزاد کر دیئے تو آپ نے فرمایا حج، صدقہ اور آزادی مسلم ہی کی طرف سے کی جا سکتی ہے۔

فوائد

جن حضرات کو قبور میں طعام وکلام یا دعا و استغفار و دیگر ایصال ثواب کے طریقوں سے فائدہ نصیب ہوا مختصر چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

دعا سے بلا ٹلی

ایک بزرگ کا واقعہ ہے انہوں نے ایک سانپ کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ فلاں شخص کو ڈسنے کے لیئے جا رہا ہوں یہ بزرگ اس شخص کے مکان پر پہلے پہنچ گئے۔ اس نے عزت سے بٹھایا اور خوب خاطر مدارت کی یہ کھانا کھا چکے تو سانپ سانپ کا شور ہوا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سانپ نے صاحب خانہ کو ڈسنا چاہا مگر اللہ تعالے نے اسے بچا لیا۔ اس نے سانپ سے واپسی پر پوچھا کہ ڈس آئے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پہنچنے سے پہلے آپ نے کھانا کھا لیا تھا جس کی وجہ سے میرا وار کارگر نہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دعا سے بلا ٹل گئی اللہ تعالے کی بخشش کے راہ نیارے ہیں۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور
(۷ جولائی ۱۹۶۷ء)

تبصرہ

یہ ہفت روزہ فرقہ دیو بندیت، وہابیت کا مرکزی رسالہ ہے یہ حکایت ایصال ثواب کے ضمن میں لائی گئی ہے اور یہ فرقہ مطلقاً میت کے دعا و استغفار کے بظاہر قائل ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ میت کی نجات مطلوب ہے اس لئے ہم اس کے ایصال ثواب پر زور دیتے ہیں۔ باقی یہ طریقے مثلاً سوم، ہفتم، دہم چہلم، جمعراتیں وغیرہ۔ وہ ایک وقتی مصلحت ہے اور اس کے متعلق جوابات فقیر دوسرے رسائل میں لکھ چکا ہے۔

درسِ عبرت

جیسے دنیا میں ایک بندے کو کھانا کھلانے اور اس کی دعا سے ظاہری بلاٹل گئی ایسے ہی قبر اور آخرت کے عذاب کو سمجھئے کہ میت کی طرف سے پہلی تاریخ سے لے کر چہلم تک اہلِ سنت دعا و استغفار اور کلمہ اور کلام کی جدوجہد جاری رکھتے ہیں تاکہ میت سے قبر کی آفتیں ٹلیں۔

حکایت

ایک دولت مند کی کسی بزرگ سے دوستی تھی وہ بزرگ بہت عرصہ کے بعد اس دولت مند سے ملنے کے لئے آیا تو معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے وہ بزرگ اس کی قبر پر تشریف لے گئے انہوں نے دیکھا کہ عذاب ہو رہا ہے واپس آ کر اس کے ورثاء سے کہا کہ دیگیں پکاؤ جو بھی آئے کھلاتے جاؤ۔ پھر جا کر دیکھا تو قبر ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ اور عذاب ٹل چکا تھا کوئی اللہ تعالٰی کا ایسا بندہ کھانا کھا گیا جس کی دعا سے عذاب ٹل گیا۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۱۷ جولائی ۱۹۸۷ء)

انکشاف

وہابی، دیوبندی اس لیے منع نہیں کرتے کہ انہیں دین کا درد ہے اگر دین کا درد ہوتا تو یہ ہمارے ساتھ عرس، گیارہویں، میلاد شریف جمعراتیں، سوئم، چہلم، قل خوانی کا کھانا نہ کھاتے۔ آزما کر دیکھ لیں کہ حرام، ناجائز، بدعت کہتے رہیں گے جب کھانے کا وقت ہوگا تو سب سے آگے ہونگے۔

منع کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ انگریز کی تیار کردہ نجدی تحریک کے حامی ہیں۔ اسی لئے انہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ انگریز نے معتزلہ فرقہ کے اصول کو دوسرا رنگ دے کر کھڑا کیا۔ اس کی تفصیل فقیر کی کتاب (اعانت الاحباب بایصال الثواب) میں پڑھیے۔

رحمت حق بہانہ می جوید

ہمارا کام ہے جانے والے مسافر کے لئے بخشش کا حیلہ کرنا آگے بخشنے والا وہ کریم ہے (ان رحمتی وسعت کل شیء) میری رحمت ہر شے کو وسیع ہے اور فرمایا (رحمتی سبقت غضبی) میری رحمت میرے غضب سے سبقت کر گئی

قاعدہ روحانیہ

اللہ تعالٰی بندوں کو بخشنا چاہتا ہے پکڑنا نہیں چاہتا یہی وجہ ہے کہ وہ بڑے بڑے مجرموں کو معمولی سی بات پر بخش دیتا ہے۔

حکایت

ایک بندے کو دوزخ کے دروازے پر جہنم میں داخل کرنے والے ہونگے تو اللہ تعالٰی کی طرف سے فرمان آئے گا اسے چھوڑ دو میں نے اسے بخش دیا وہ بندہ عرض کرے گا میرے بخشنے جانے کا موجب کیا ہے تو اللہ تعالٰی نے فرمایا تو نے پیاسے کتے کو پانی پلایا اس لئے میں نے تجھے بخش دیا۔ (بخاری)

انتباہ

اللہ تعالیٰ کے ہاں قرآن اور نبی آخرالزماں صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت واحترام بہت زیادہ ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ ان کے درمیان میں واسطے سے بے شمار مجرم نجات پائیں گے اس لیے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ پیاسے کتے کے سبب بخشتا ہے تو قرآن خوانی سے تو ضرور بخشے گا۔

مقصود اصلی قراءتِ قرآن ہے تو کسی جائز طریقے سے پڑھا جائے خواہ اسے کوئی بھی نام دیا جاتے۔ مثلاً ختم شریف، گیارہویں شریف، میلاد شریف، عرس شریف، قلخوانی، چہلم کی روزانہ صبح وشام کی جمعراتیں، چہلم وغیرہ وغیرہ نام رکھنے سے کون سا حرج آگیا اور ایصالِ ثواب کا اصلی مقصد کیوں فوت ہوگیا۔

برادرانِ اسلام

یقین مانیے کہ ان غریبوں کو دراصل نجدی کی تائید اور انگریز سے وفاداری کا ثبوت دینا تھا اس لیے ان کی مرضی کے حاصل کرنے کے لیے اہلسنت کے اکثر مسائل کے رنگ میں بھنگ ڈالنا ہے تجربہ کر لیجیے کہ انہیں اور برائیوں کو مٹانے کا خیال تک نہ آئے گا لیکن اہل سنت کے معمولات ومسائل مٹانے پر جان کی بازی لگا دیں گے۔

مرنے کے بعد مردہ کا حال

بعد مرنے کے میت کو دنیوی زندگی کی طرح بہت بڑی ضروریات درپیش ہوتی ہیں ان تمام مشکلات کا حل خیرات وصدقات اور دُعا ہے۔

ضرورتمند مُردہ

امواتزندوں سے قبور میں بہت زیادہ ضرورتمند ہیں چنانچہ ابن ابی الدنیا نے سیبا سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ اسلاف میں یہ بات مشہور تھی کہ مُردوں کو دعاؤں کی حاجت زندوں کے کھانے پینے سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے اور اس کی دلیل قرآن سے یہ ہے "اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے رب تو ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے قبل بہ حالتِ اسلام دنیا سے رخصت ہو چکے۔ (پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر ع ۲)

نورانی پوشاکیں

ابن ابی الدنیا نے ایک بزرگ سے روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے اپنے بھائی کو قبر میں دیکھا تو پوچھا اے بھائی کیا ہم لوگوں کی دعا تم کو پہنچتی ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی شکل میں آتی ہے جو ہم پہن لیتے ہیں۔

نور کے پہاڑ

ابنِ ابی الدنیا نے ابو قلابہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا میں شام سے بصرہ آیا تو ایک خندق میں اترا وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا خواب میں دیکھا کہ صاحبِ قبر مجھے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہم جانتے ہیں اور تم کو پتہ نہیں ۔ ہم عمل پر قادر نہیں تم نے دو رکعت جو نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے پھر اس نے کہا کہ اہلِ دنیا کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہم کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کے مثل ہم پر داخل ہو جاتا ہے۔
علامہ دمیری رحمتہ اللہ علیہ حیوۃ الحیوان کی دوسری جلد میں ارقام فرماتے

ہلیہ

روی احمد عن طاؤس کما فی کتاب الزھد ان الموتی یفتنون فی قبورھم سبعۃ ایام فکانوا یستحبون ان یطعم عنھم تلک الایام۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں طاؤس تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ مردے اپنی قبروں میں سات دن آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ اس لئے صحابہ کرام ان دنوں میں مردوں کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب جانتے تھے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں باب زیارۃ القبور میں ارقام فرماتے ہیں۔

وستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روز

مستحب ہے کہ میت کی طرف سے اس کی وفات سے لے کر سات روز تک صدقہ و خیرات کیا جائے۔

فائدہ

الحمدللہ ہمارے اہلسنت اپنے مردوں کے مرتے ہی دفنانے تک پھر روزانہ کی خیرات و دعاؤں اور قرآن خوانی سے مدد کرتے ہیں بلکہ پھر جمعراتیں اور قلنوانی وغیرہ کرتے ہیں۔ لیکن دیوبندی وہابی مردے محروم ہیں۔

اہل قبور کی ناراضگی

ابن ابی الدنیا نے بعض متقدمین سے روایت کیا کہ میرا ایک قبرستان سے گزر ہوا اور وہاں دعا مانگی تو غیب سے ایک آواز آئی ان کے لئے دعائے رحم کرو کیونکہ ان میں غمگین اور محزون سب ہی ہیں۔ ابن رجب نے روایت کیا کہ جعفر خلدی نے اپنی سند سے روایت کہ

کہ میرے باپ نے کسی ایک صالح کو خواب میں دیکھا وہ شکایت فرما رہے ہیں کہ تم اپنے ہدیے ہم کو بھیجنا کیوں چھوڑ دیئے؟ انہوں نے سوال کیا۔ کیا جناب مردے بھی زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں انہوں نے کہا کہ اگر زندے نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے۔

(شرح الصدور صفحہ ۳۰۱)

ایک دوگانہ سے تمام گورستان والے بخشے گئے

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار سے روایت کیا کہ میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے تو میں نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی بخشش کر دی ہے تو ایک غیبی آواز آئی اے مالک بن دینار! یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے مومن بھائیوں کے لیے۔ میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے تو آواز آئی کہ ایک مومن بندہ اس قبرستان میں داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہل قبور کے لیے بخش دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا مالک نے کہا پھر میں بھی ہر شب جمعہ کو ثواب ہدیہ کرنے لگا۔ تو خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے مالک جتنے نور تو نے ہدیہ کیے ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرما دی اور تیرے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کیا گیا ہے۔

نورانی طباق

ابن ابی الدنیا نے یسار بن غالب سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں رابعہ بصریہ کو دیکھا۔ میں ان کے لئے بہت دعا کرتا تھا انہوں نے مجھ سے کہا اے یسار تمہارے بھیجے ہوئے ہدایا مجھ کو نورانی طباقوں میں ریشمی لباسوں سے ڈھک کر پیش کئے جاتے ہیں۔

خرچ کم فائدے بیشمار

ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں انسان کو دیں جو اس کی نہ تھیں وصیت :۔ حالانکہ مال دوسرے کا ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے لئے دعا حالانکہ اس میں مسلمانوں کا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ بندہ قبرستان میں جاکر تمام مردوں، اپنے عزیز و اقارب کو نوافل تلاوت قرآن اور مذکورہ مختلف سورتوں بالخصوص سورہ اخلاص کا ثواب پڑھ کر پہنچائے تو ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ قبرستان والوں پر بھی رحم فرماتا ہے اور ثواب پہنچانے والے کو بھی خصوصی فضل و کرم سے نوازتا ہے۔

تاریخ مقرر

تاریخ مقرر کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ فقراء کو اطلاع نہیں دینی پڑتی وہ اس تاریخ پر خود بخود آجاتے ہیں۔ دوسری آسانی یہ ہے کہ روزانہ پکانے میں اور تقسیم کرنے میں دقت ہوتی ہے اور خصوصیت سے تیسرے، دسویں، بیسویں، چالیسویں دن کو کھلا کر ایصال ثواب کرتے ہیں۔ چالیسویں کو فی الجملہ اس وجہ سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں کہ چالیسویں کے بعد مردوں کا تعلق گھر سے کم ہو جاتا ہے۔

نیز چالیسواں ایسا روز ہے جس پر مردہ کی آزمائش ختم ہو جاتی ہے علاوہ ازیں بسبب قرب عہد موت کے میت کو چالیس دن تک اپنے گھر کا شوق رہتا ہے شرح برزخ میں ہے۔

یَنْبَغِی اَنْ یَتَوَاظَبَ عَلَی الصَّدَقَۃِ لِلْمَیِّتِ اِلٰی سَبْعَۃِ اَیَّامٍ وَقِیْلَ اِلٰی اَرْبَعِیْنَ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یَشْتَوِقُ اِلٰی بَیْتِہٖ۔

یعنی سات دن یا چالیس دن تک برابر میت کے لئے صدقہ دینا چاہیے اس لئے کہ میت اپنے گھر کی مشتاق رہتی ہے غرض چالیس روز تک مردے گھر کے مشتاق ہو کر آتے ہیں اس کے بعد اوقات فاضلہ میں انکو گھر آنے کی اجازت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ روح کا گھر کو آنا دو غرض سے ہے ایک تو تعلق دنیاوی کے لحاظ سے جو ان کو عالم حیات میں تھا دوسرے اس خیال سے کہ دیکھے احباء ایصالِ ثواب میں اس کی کیا مدد کرتے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ رسالہ طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا میں لکھتے ہیں کہ کھانا کھلانا سات دن تک سنت ہے اور خالص عربوں میں اب تک مکہ اور مدینہ میں یہ سلسلہ جاری ہے اور صحابہ سے لے کر اب تک یہ امر متروک نہیں ہوا۔ اور ہر طبقہ اپنے بزرگوں سے یہ عمل سنتا رہا ہوگا یہاں تک کہ یہ عمل صحابہ کرام تک پہنچا

فضیلت طعام وغیرہ

یہ جو ہم میت کے لئے خیرات وغیرہ کرتے ہیں اس کا ثواب جبریل علیہ السلام نور کے طبق میں رکھ کر نہایت اہتمام کے ساتھ قبر میں لے جاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تمہارے اہل نے تمہارے لئے بھیجا ہے مردے اس ہدیے سے نہایت خوش ہو کر دعائیں دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل اور بہترین واقعات فقیر کی

تصنیف اعانتہ الاحباب بایصال ثواب میں دیکھیے۔

طعام وغیرہ نہ دینے سے میت کی حالت زار

جن اموات کو ثواب نہیں بھیجا جاتا ہے وہ قبور میں نہایت ہی مغموم و محزون اور ان کی حالت زار قابل رحم ہوتی ہے۔

عن انس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من میت فیتصدق عنہ بعد موتہ الا اھدا لہ جبریل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق ھذا ھدیۃ اھداھا الیک اھلک فیدخل علیہ فیفرح ویستبشر ویحزن جیرانہ الذی لم تھدا الیھم بشئ

(رواہ طبرانی فی الاوسط)

نکتہ ایصال ثواب کے لئے ایک نکتہ حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ

قال العسقلانی فی فتاواہ ارواح المومنین فی علیین وارواح الکافرین فی سجین ولکل روح بجسد ھا اتصال معنوی لا یشبہ الاتصال فی الحیاۃ الدنیا بل یشبہ بشیٔ بحال النائم وان کان ھو اشد من حال النائم اتصالاً

امام عسقلانی مصنف فتح الباری شرح بخاری رحمۃ اللہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ اہل ایمان کی ارواح علیین میں اور اہل کفر کی ارواح سجین میں ہوتی ہے اور ہر روح کو جسم سے معنوی اتصال ہوتا ہے لیکن نہ زندوں کی طرح بلکہ ایسے جیسے نیند والے کا حال ہے لیکن مردے کی روح کا جسم سے اتصال معنوی نیند والے سے بھی بڑھ کر ہے

فائدہ سمجھدار کو یقیناً سمجھ آجائے گا کہ جب میت کی روح کو اس کے جسم سے اتصال معنوی ہے تو لازماً اسے ادراک بھی ہے اور جب ادراک ثابت ہوا تو باقاعدہ ؎ اذا ثبت الشئی ثبت بلوازمہ جب کوئی شے ثابت ہوتی ہے تو وہ اپنے جمیع لوازمات سے ثابت ہوتی ہے اس لئے عقلمند یقین کر سکتا ہے کہ اموات کو ایصال ثواب ایک لازمی امر ہے

ادراکِ اولیاء مذکورہ ادراک تو ہے عوام کا اولیائے کرام کا ادراک اس سے کئی گنا زائد ہے چنانچہ بھی ملا علی قاری اسی مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں "اذا کانت الارواح لطیفۃ الجسد فی اللطافۃ فتسیر بجسدھا حیث شاءت وتتمتع بما شاءت وتاوی الاماشاء اللّٰہ لہا کما وقع لنبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المعراج ولا تباعد من الاولیاء حیث طویت لہم الارض وحصل لہم ابدان متعددۃ وجدوا فی اماکن مختلفۃ فی اٰنٍ واحد واللّٰہ علی کل شیء قدیر"۔

یعنی روح جس وقت لطیف ہوتی ہے جسم لطافت میں اس کا تابع ہوتا ہے پھر روح جسم کے ساتھ جہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہے اور جس چیز سے چاہتی ہے متمتع ہوتی ہے یہ امر اولیاء اللہ سے دور نہیں ہے ایسی صورت میں کہ زمین ان کے لئے سمیٹ دی گئی ہے اور ان کے لئے ابدانِ متعددہ حاصل ہوئے ہیں۔ جس سے وہ مکانات مختلفہ میں آنِ واحد میں پائے گئے۔ اللہ تعالٰے ہر شے پر قادر ہے۔

مسئلہ اگر قبر کے ساتھ کوئی سایہ دار درخت نہ ہو پھر شامیانہ کھڑا کیا جائے یا ڈیرہ نصب کیا جائے تاکہ پڑھنے والوں کو آرام

لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مرقات میں ہے

اِذَا کَانَتِ الْخَیْمَۃُ لِفَائِدَۃٍ مِثْلَ اَنْ یَّقْعُدَ الْقُرَّاءُ تَحْتَھَا فَلَا یَکُوْنُ مَنْھِیَّۃً قَالَ ابْنُ الْھُمَامِ وَاخْتُلِفَ فِیْ اِجْلَاسِ الْقَارِئِیْنَ لِیَقْرَءُ وْعِنْدَ الْقَبْرِ وَالْمُخْتَارُ عَدَمُ الْکَرَاھِیَۃِ

ترجمہ

جب قبر پر کسی فائدہ کے لئے شامیانہ وغیرہ کھڑا کیا جائے تاکہ پڑھنے والے اس کے نیچے بیٹھ کر پڑھیں تو اس کی ممانعت نہیں ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قاریوں کو قبر پر بٹھانا جائز ہے تاکہ وہ قبر پر قرآن پڑھیں تو مختار مذہب یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔

نوٹ: قبور پر قرآنِ پاک پڑھنے پڑھانے پر وہابیوں اور دیوبندیوں کو اختلاف ہے (اگرچہ خود گاندھی کی ارتھی) پر قرآن خوانی کرتے رہے نا معلوم وہ کس بنا پر جائز تھا۔ اسکے دلائل ہم نے اعانتہ الاحباب بایصال الثواب میں لکھے ہیں۔

مردے کا بُرا حال

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے قبرستان میں خواب میں دیکھا کہ تمام اہل قبور قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔ ان میں ایک نوجوان میلے کپڑوں میں مغموم بیٹھا تھا تھوڑی دیر کے بعد خوانچے آئے وہ سب لے کر چلے اور وہ نوجوان خالی ہاتھ اٹھ کھڑا ہوا اس بزرگ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ان کے عزیزوں نے ان کے لئے تحائف خیراتیں، ثواب وغیرہ بھیجے لیکن میں ایک مصیبت کا مارا ہوں میری ماں مجھے حج کے لئے لے آئی

میں یہاں فوت ہوگیا وہ کہیں نکاح کرچکی ہے اور عیش و عشرت میں ہے لیکن اس نے مجھے بھلا دیا ہے کبھی کوئی خیرات اور ثواب وغیرہ نہیں بھیجتی۔ بزرگ نے اس کی ماں کا پتہ پوچھا اور وہاں پہنچ کر اس نے اپنے بیٹے کا پوچھا تو رو پڑی بزرگ نے اس کا حال سنایا تو بہت پریشان ہوئی اور اعتراف کیا کہ واقعی مجھ سے بھول ہوگئی اب آپ میری طرف سے ہزار درہم اس کے لئے ایصال ثواب کریں بزرگ فرماتے ہیں میں دوسری جمعرات اسی گورستان سو رہا تھا تو اسی نوجوان کو دیکھا سفید کپڑے پہنے ہوئے نہایت خوش و خرم ہے اور میرے پاس آکر خوب دعائیں دیں۔ (تنبیہ الغافلین ملخصاً)

فائدہ

یہ وہ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہیں ایک لاکھ حدیث حفظ تھی وہ اپنے زمانے میں امام الہدیٰ کے لقب سے مشہور تھے۔ امام ابو یوسف کے چوتھے واسطے سے شاگرد تھے حنفی المذہب اور بہت بڑے فقیہ تھے۔

درسِ عبرت

اس واقعہ سے وہی عبرت حاصل کرے گا جس کے دل میں اپنی میّت کا درد ہوگا ورنہ ہے درد ظالم کو کیا خبر۔

میت کی روح کو ایصالِ ثواب کے طریقے

میت کو قبر میں جاتے ہی چالیس دن حضور میت سے پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے اس لیے اہلسنت ان ایام میں طعام و کلام کا بہت بڑا اہتمام کرتے ہیں (۱)۔ قبر میں داخل کرنے کے بعد فوراً (۲)۔ روزانہ صبح و شام روٹی پانی وغیرہ۔

(۳) تیسرے دن جسے قل خوانی یا سوم وغیرہ کہا جاتا ہے (۴) ہر جمعہ کی رات (۵) قبر پر حفاظ پڑھنے والوں کے لئے طعام پکا کر کھلانا۔ (۶) ساتویں، دسویں، چہلم اور سالیانہ (۷) جب بھی فرصت ہو طعام پکا کر غرباء و مساکین کو کھلایا جاتا ہے اور ہر طعام پر ختم پڑھنا۔

امام شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں کہ آیۃ الکرسی اور سورۃ اخلاص ایک دفعہ اور آیت الرسول اور سورۃ یٰسٓ پانچ مرتبہ اور ملک اور سورۃ التکاثر اور سورۃ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔

ف:- یہی ختم شریف کا حال ہے اس میں مختلف آیات پڑھی جاتی ہیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۷۵ میں لکھا ہے " طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند بر آں قل و فاتحہ و درود خواندن متبرک می شود خوردن بسیار خوب است "

" جس کھانے پر حضرت حسنین کی نیاز کریں اس پر قل و فاتحہ اور درود پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے + اسی فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۱۴۱ میں ہے " اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگ بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست "

" اگر دودھ مالیدہ بزرگ کی فاتحہ کے لئے ایصالِ ثواب کی نیت سے پکا کر کھلا دے تو جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں + مخالفین کے معتمد علیہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تیجہ ہوا چنانچہ اس کا تبصرہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے ملفوظات صفحہ ۸۰ میں اس طرح فرمایا ہے

" روزِ سوم کثرتِ ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیرون از حساب است ہشتاد و یک کلام اللہ بشمار آمدہ و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست۔

"تیسرے دن لوگوں کا اسقدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہونگے کلمہ کا تو اندازہ نہیں۔

فائدہ اسی لیئے ہمارے اہل سنت میں تیجہ قل خوانی و دیگر معمولات (ایصالِ ثواب) کے دنوں قرآن خوانی کے علاوہ چنوں پر کلمہ شریف پڑھ کر میت کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس سلسلہ سے کلمہ طیبہ بکثرت ہوتا ہے اس لیئے چنوں سے ہی کام چل سکتا ہے۔ پھر وہ ایصالِ ثواب کے بعد تقسیم کرکے کھالیئے جاتے ہیں اس پر بھی مخالفین کو اختلاف ہے مجھے ان سے تو کوئی شکوہ نہیں کیونکہ انہوں نے تو ماننا ہی نہیں اس لیئے وہ ہر طریقے سے ایصالِ ثواب سے انکار کریں گے ہاں عوام اہل اسلام پر حیرانی ہے کہ ان کو یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ منکرین ہیں تو پھر منکرین کی باتیں سنتے کیوں ہیں۔

طعام کھلانے کے طریقے

میت کے لیئے طعام کھلانے کا معاج اکثر اس لیئے ہے کہ عوام کو ایصالِ ثواب میں یہی طریقہ آسان ہے پھر بعض علاقوں میں کھانا فقراء کو کھلا دیتے ہیں پھر بعد میں ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بعض علاقوں میں کھانا سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کراتے ہیں پھر کھلاتے ہیں۔ دونوں طرح جائز ہے۔

حدیث شریف مشکوٰۃ میں بھی بہت سی روایات موجود ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کھانا ملاحظہ فرما کر صاحب طعام کے لئے دعا فرمائی۔ بلکہ حکم دیا کہ دعوت کھا کر میزبان کو دعا دو۔ اسی طرح مشکوٰۃ باب آداب الطعام میں ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًا عَنْہُ رَبَّنَا" ثابت ہوا کہ کھانے کے بعد دو چیزیں مسنون ہیں حمد الٰہی کرنا اور صاحب طعام کے لئے دعا کرنا اور فاتحہ میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں اور اس کا انکار کسی کو نہیں کرنا چاہیئے۔

طعام سامنے رکھکر دعا مانگنے کا ثبوت

افسوس یہ ہے کہ دورِ حاضر میں ہر نیک کام پر اعتراض ہے انہیں ایک یہ مسئلہ بھی ہے اس کے لئے حوالہ جات حاضر ہیں۔

احادیث مبارکہ

① مشکوٰۃ باب المعجزات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ خرمے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اس کے لئے دعائے برکت فرمائیں۔

"فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْهِنَّ بِالْبَرَکَةِ" آپ نے ان کو ملایا اور دعائے برکت کی۔

② مشکوٰۃ باب المعجزات فصل اول میں ہے کہ غزوۂ تبوک میں لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہو گئی حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اہلِ لشکر کو فرمایا جو کچھ جس کے پاس ہو لاوے تمام حضرات کچھ نہ کچھ لائے دستر خوان بچھایا گیا پھر اس پر یہ سب کچھ رکھا گیا فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وسلم بالبرکتہ ثم قال خذوا فی اوعیتکم پس اس پر دعا فرمائی اور فرمایا کہ اب اس کو اپنے برتنوں میں رکھ لو۔

(۳) اسی مشکوٰۃ شریف میں اسی باب میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا حضرت ام سلیم نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا لیکن بہت لوگوں کو بلایا گیا۔ فرأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم وضع یدہ علی تلک الحیسۃ وتکلم بما شاء اللہ۔ اس کھانے پر دستِ مبارک رکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ پڑھا۔

(۴) اسی مشکوٰۃ اسی باب میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے غزوہ خندق کے دن کچھ تھوڑا کھانا پکاکر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی حضور علیہ السلام ان کے مکان میں تشریف لائے۔ فاخرجت لہ عجینا فبصق فیہ وبارک آپ کے سامنے گندھا ہوا آٹا پیش کیا گیا تو اس میں لعاب شریف ڈالا اور دعائے برکت فرمائی غرضیکہ ایصالِ ثواب کی مروجہ صورتیں ہر طرح سے جائز ہیں لیکن جس نے قسم کھا رکھی ہو ماننا ہی نہیں تو اسے سمجھائے کون۔

عقلی دلیل

فاتحہ دو عبادتوں کے مجموعے کا نام ہے تلاوتِ کلام اور صدقہ اور جب یہ دونوں کام علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو ان کو جمع کرنا کیوں حرام ہوگا بریانی کھانا کہیں بھی ثابت نہیں مگر حلال ہے کیوں اس لیئے کہ بریانی چاول، گوشت گھی وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ اور جب اس کے سارے اجزاء حلال تو بریانی بھی حلال ہاں جہاں چند حلال چیزوں کو جمع کرنا حرام ہو جیسے کہ دو ہمشیرہ ایک کے نکاح میں یا چند حلال چیزوں کے مل جانے سے کوئی حرام چیز بن جائے مثلاً مجموعہ میں نشہ پیدا ہوگیا تو یہ مجموعہ اس عارضہ کی وجہ

سے حرام ہوگا۔ یہاں قرآن کی تلاوت اور صدقہ جمع کرنا شریعت نے حرام نہ کیا اور ان کے اجتماع سے کوئی حرام چیز پیدا نہ ہوئی تو پھر یہ کام حرام کیوں ہوگا۔ دیکھو! بکری مر رہی ہے اگر ویسے ہی مرجاتے تو مردار ہے جہاں اللہ کا نام لے کر ذبح کیا حلال ہوگئی۔ قرآن کریم تو مسلمانوں کے لیے رحمت اور شفاء ہے۔

"شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ"

پھر اگر اس کی تلاوت کر دینے سے کھانا حرام ہو جائے تو قرآن رحمت کہاں رہا زحمت ہوگیا وہاں مومنین کے لیے رحمت ہے کفار کے لیے زحمت۔ "وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا" اس سے ظالم تو نقصان میں رہتے ہیں کہ اس کے پڑھے جانے سے کھانے سے محروم ہوگئے نیز جس کے لیے دعا کرنا ہو اس کو سامنے رکھ کر دعا کرنا چاہیے میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں کیونکہ اس لیے دعا ہے اس کو سامنے رکھ لیا اسی طرح کھانے کو سامنے رکھ کر دعا کی تو کون سی خرابی ہے اسی طرح قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہیں حضور علیہ السلام نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر مذبوحہ جانور سامنے رکھ کر پڑھا "اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ" اے اللہ یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے حضرت خلیل اللہ نے کعبہ کی عمارت سامنے لے کر دعا کی "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا" الآیۃ اب بھی عقیقہ کا جانور سامنے رکھ کر ہی دعا پڑھی جاتی ہے لہٰذا اگر فاتحہ میں بھی کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب ہو تو کیا حرج ہے ہ

فائدہ بسم اللہ سے کھانا شروع کرتے ہیں اور بسم اللہ بھی قرآن شریف کی آیت ہے اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا منع ہو تو بسم اللہ پڑھنا بھی منع ہونا چاہیئے

غیر مقلدین اور فرقہ دیوبند کے حکیم الامت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔

"پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و برقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا سوال نمایند"

"پھر دس بار درود پڑھیں اور پورا ختم کریں اور تھوڑی سی شیرینی پر تمام خواجگان چشت کی فاتحہ دیں پھر خدا سے دعا کریں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز زبدۃ النصائح صفحہ ۱۳۲ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔" "دستر برنج بنابر فاتحہ بزرگ بقصدِ ایصالِ ثواب بروح ایشان پزند و بخورند مضائقہ نیست واگر فاتحہ بنام بزرگِ داد شود اغنیاء را ہم خوردن جائز است۔

"دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں۔ اور کھلائیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جاوے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے"

فرقہ دیوبند کے مرشد اور پیر مغان

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں "نفس ایصالِ ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعثِ تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ مصلحت نماز میں سورۃ خاص معین کرنے کو فقہا و محققین نے جائز رکھا ہے تو ہمیں میں اکثر مشائخ کا معمول ہے پھر فرماتے ہیں جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب و زبان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی

مستحسن ہے اگر یہاں بھی زبان سے کہہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارٌ علیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا تو جمع بین العبادتین ہے پھر فرماتے ہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک کی دسویں، بیسواں، چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر اور حلوا شب برات و دیگر طریق ایصال ثواب سے کسی کو انکار نہیں۔

نجد سے انگریزوں کی تحریک

امت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر خواہانہ مشورہ

وہابیت اور ہند و پاک میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی گمراہی پھیلانے سے پہلے کے دور کی کتابیں اور دورِ وہابیت (محمد بن عبدالوہاب) اور ہند و پاک میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے دور کی تصانیف کا مطالعہ کریں تو اختلاف کی حقیقت بالکل کھل کر سامنے آجائے گی کہ ابن تیمیہ خارجی کی اتباع میں محمد بن عبدالوہاب نجدی جمیع اہلسنت کے عقائد پر شرک اور معمولات پر بدعت کے ڈوگرے برسائے اس کی ہمنوائی میں ہند و پاک میں مولوی اسماعیل نے اس تحریک کو پھیلایا جیسے آج دیوبندی وہابی مودودی و دیگر ان کے ہمنوا اس تحریک کے لئے عملاً انتھک محنت کر رہے ہیں۔ جس سے عوام اہلِ اسلام بیحد پریشان ہیں تو فقیر کا مخلصانہ خیر خواہانہ مشورہ یہی ہے کہ ان پارٹیوں کے مرشدان کرام شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اساتذہ عظام مولانا رحمت اللہ شاہ،

احمد سعید اور حضرت مفتی صدر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کو اس اختلاف کا حکم بنایا جائے جو کچھ مذکورہ بالا حضرات فرمادیں ہم سب کو منظور ہو تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔

تیرھویں صدی کے اواخر اور چودھویں صدی کے اوائل

حکیم عبدالقدوس صاحب سکندرپوری نے فرمایا کہ بعد حمد و صلوٰۃ

کے خاکسار محمد عبدالقدوس سکندر پوری عرض کرتا ہے کہ جب سے ہندوستان میں اسلام کی روشنی چمکی اس زمانے سے جس طرح بہت سے احکام شرعی نے یہاں رواج پایا اسی طرح ایصال ثواب کے مختار طرق کا بھی عملدرآمد ہوا جیسے شارع نے ٹھہرایا تھا۔ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے ورثا ہو یا احباب انواع و اقسام کے ایصال ثواب مالی و بدنی میں کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً قریب ایام موت میں جس میں موتیٰ فتنۂ قبر میں مبتلا ہو کر زیادہ تر ایصال ثواب کے محتاج رہتے ہیں۔ سوم و دہم چہلم میں جو موتیٰ کے ثواب کے لئے فقراء کو کھانا کھلایا جاتا ہے یا ان کی طرف سے صدقہ دیا جاتا ہے یا قرآن پاک پڑھا جاتا ہے یا درود یا کلمہ طیبہ پڑھا پڑھوایا جاتا ہے یہ سب ایسے امور ہیں جن سے موتیٰ کو فتنہ کے بچاؤ کے لئے بہت کچھ مدد ملتی ہے یہ طریقہ ہندوستان میں اتنی مدت سے جاری ہے جس کی نسبت میں کہہ سکتا ہوں کہ اس پر ہزار برس سے زیادہ گزر گئے اہل اسلام کا طریقہ اسی طرح مدت سے برابر ایک نہج پر بلا نکیر سلفاً و خلفاً چلا آتا ہے چند سال سے حکومت اسلام کے اٹھ جانے سے دین میں جہاں بہت کچھ بکھیڑے لوگوں نے پھیلا رکھے ہیں ایک یہ ہے کہ ایصال ثواب سے مُردہ کو محروم کرنے کے لئے بعض حضرات ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے ہیں اور قسم قسم کے دلائل اس کی حرمت پر پیش کرتے ہیں چونکہ ان کے دعوے کا اثر الٹ

کے حق ثواب پر پڑتا ہے تو اس خیالِ باطل سے کہ اموات کی طرف سے جواب پیش نہیں ہو سکتا یکطرفہ فیصلہ کی امید پر پنجوں کے بل اکڑتے ہوئے چلتے ہیں اگرچہ اہلِ انصاف نے ان لوگوں کے جواب میں بہت کچھ لکھا اور لکھتے ہیں مگر وہ لوگ کسی کی نہیں سنتے اور مرغی کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہیں جب ان کو قرآن و حدیث سے اس کی حرمت یا عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ قرآن و حدیث کو ایصالِ ثواب کا موید پاتے ہیں۔ تو بے سمجھے بوجھے فقہاء کے کلام پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود فقہا کے بدخواہ ہیں چونکہ فقہاءِ مستندین کے کلام بالکل قرآن و حدیث کے موافق ہیں تو یہ لوگ فقہاء کے کلام میں نہایت ہٹ دھرمی سے نئے نئے مضامین خلافِ متبادر و مقتضی حال بناتے ہیں اور حرمت ایصالِ ثواب میں بے اصل دلائل قائم کرتے ہیں۔

(نتیجہ صفحہ ۷ سنہ ۳۶ھ از مولانا وکیل احمد سکندرپوری)

قبر کھودنے کے وقت کا کھانا

بعض علاقہ جات میں رواج ہے کہ قبر کھودنے کے بعد وہاں گورستان میں ہی طعام کھلایا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو گھر سے لیجانے کے بعد طعام از قسم حلوہ وغیرہ پکا کر گورستان بھیجا جاتا ہے میت کو دفنانے کے بعد گورستان کے کنارے بیٹھ کر مروجہ ختم شریف پر میت کو کلام و طعام کا ثواب بخشا جاتا ہے اس طعام کو عوام میں تقسیم کیا جاتا ہے لیکن زیادہ حصہ گورکنوں کو دیا جاتا ہے یہ طعام بھی اگر ایصالِ ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے پھر تو جائز ہے کتب فقہ میں اسکی تصریح ہے۔

چنانچہ شرح سفر السعادۃ میں ہے

چیزے پختہ ہمراہ میت مے برند	کوئی چیز پکا کر میت کے ہمراہ لے
و آنرا کفارہ و عشاء القبر و توشہ	جاتے ہیں اسے کفارہ اور قبر کا عشائیہ

میت گویند در بعضی کتب آوردہ
اندکہ آن حق حفارین قبراست
اگر قبر دور از مکان میت است
زیرا کہ ایشان از وقت موت
میت برائے از حفر قبر میت
میروند و آنجا تا تیاری قبر ہمانجا
مانند و کار سخت میکنند ماندہ وگرسنہ
میشوند اوشان را باید داد کذا فی
زاد الآخرت۔ نیز اسی میں ہے
کہ۔ دور زاد اللبیب از منتقط آوردہ
کما ان المیت لو حملوا الطعام خلف
الجنازۃ عند قبرہ ھو حق الحاملین
والحافرین اور اسی میں ہے
وحل اکلہ لعموم البلوے

کہا جاتا ہے اور توشہ میت بھی
اور بعض کتب میں آیا ہے کہ یہ قبر
کھودنے والوں کا حق ہے یہ اس وقت
ہے کہ جب قبر میت دور از آبادی
ہے اس لئے کہ میت کی موت کے
وقت قبر کھودنے والوں کو گورستان
بھیج دیا جاتا ہے اور میت کی تکفین و
غسل سے پہلے پہنچ کر قبر تیار کرتے ہیں
اور یہ سخت کام میں ہوتے ہیں اسی لئے
بھوک سے نڈھال ہوجاتے ہیں سو یہ کھانا
انہیں کو لائق ہے اور زاد اللبیب میں ہے
ملتقط سے نقل کرتے ہیں کہ وہ طعام جو میت
کے ساتھ لے جاتے ہیں یہ میت کو اٹھانے
اور قبر کھودنے والوں کا حق ہے اور اس
کا کھانا عموم البلویٰ کی وجہ سے جائز ہے۔

ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ قبرستان سے باہر بیٹھ کر کھائیں
پئیں کہ قبرستان موضع عبرت ہے۔ اگر یہ غرض نہیں تو بطور رسم
میلے کے دنوں میں قبروں پر کھانا بھجوایا جائے اور وہاں اجتماع ہو
اور نہ تکلفات بیہودہ کا ارتکاب کیا جائے۔ نہ قبروں کی حرمت ملحوظ ہو
اور نہ طعام کی تو یہ شرعاً ممنوع و مکروہ ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور
ہے۔

صبح وشام کی روٹی پانی

ہمارے ہاں اکثر علاقوں میں یہ طریقہ

ہے کہ صبح و شام روٹی ڈبا یا نی میت کے ایصال ثواب کے لیئے غرباء و مساکین میں روزانہ بھیجا جاتا ہے اور وہ صاحب ختم شریف پڑھ کر میت کی روح کو کلام و طعام بخشتا ہے ۔ یہ بھی شرعاً جائز ہے اس لیئے کہ میت کو دفناتے ہی قبر کا عذاب و ثواب شروع ہو جاتا ہے اس وقت اپنے اعمال ہی کام آئیں گے خدا نخواستہ اگر اعمال صالح نہ ہوں یا تھے لیکن کام نہیں کر سکتے تو نجات کا واحد ذریعہ ہماری طرف سے طعام و کلام بھیجنا ہے اور خصوصاً پہلا دن پھر ہر روز تا چالیس یوم اس کے لیئے نہایت ہی سختی کے ہوتے ہیں اس لیئے ہم اہلسنت صبح و شام طعام و کلام بخشتے رہتے ہیں اسی میں صبح و شام کی روٹی بھی شامل ہے

پہلے دن کی خیرات

میت کی فوتیدگی کے دن خیرات کرنا ۔ یہ بھی ہمارے ہاں مروج ہے لیکن وہابی اسے بھی بدعت کہتے ہیں حالانکہ میت کے لیئے یہ دن مصیبت کا دن ہے کہ ایک غیر ملک میں مسافر ہو کر جانا وہ شخص جو بے سرو سامان ہو اور پھر بال بچوں کا ہجر اور آگے نکیرین کی تنگی و تلخی ہے اس لیئے اسے سخت ضرورت ہے کہ اس کے لیئے صدقات و خیرات کیئے جائیں تاکہ اس کی دکھ کی گھڑیوں میں آرام و آسانی ہو ۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " اللیلۃ الاولی عسیرۃ علی المیت فتصدقوا لہ (الحدیث)

(تحفۃ الاحباب صہ ۱۴۲)

میت پر پہلی شب بہت سخت ہوتی ہے لہٰذا اس کے لئے صدقہ وخیرات دو پہلے دن کی خیرات سے میت کو آرام اور قبر کے عذاب سے نجات نصیب ہوتی ہے لیکن یار لوگ روکتے ہیں شاید اس لئے کہ کسی مسلم کو ثواب نصیب نہ ہو۔

۲ حضرت عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے اور اس نے انصار میں سے ایک شخص سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبر کے نزدیک تشریف رکھتے تھے اور قبر کھودنے والے کو فرماتے تھے کہ میت کے پاؤں کی طرف سے کشادہ کریں پس جب میت دفن کرکے واپس ہوئے تو میت کی عورت کی طرف سے دعوت کرنیوالا حاضر ہوا آپ نے دعوت قبول فرمائی اور ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا گیا آپ نے کھانے کا ارادہ فرمایا اور صحابہ کرام نے بھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ منہ میں لقمہ چبا رہے ہیں لیکن اسے نگل نہیں رہے۔ اور پھر فرمایا" اس بکری کا گوشت ایسا ہے کہ مالک سے اجازت نہیں لی گئی (عورت سے دریافت کیا گیا) تو عورت نے عرض کی کہ یہ بکری خرید نے کے لیے میں نقیع (جہاں بکریاں بکتی تھیں) میں نے آدمی بھیجا لیکن وہاں سے بکری نہ مل سکی۔ پھر کسی ہمسایہ کے گھر بھیجا کہ بکری خرید شدہ کو اصل قیمت دے دے مگر وہ ہمسایہ نہ ملا پھر اس کی عورت کی طرف بھیجا اس نے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر وہ بکری دیدی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کھانا ہمارے لائق نہیں فلہٰذا قیدیوں کو کھلا دو۔ (رواہ ابوداؤد والبیہقی فی دلائل النبوۃ) اور مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب المعجزات۔

فائدہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ طعام قیدیوں کو اس لئے کھلایا گیا کہ وہ

دائرہ شرعیہ سے خارج تھے ۔

فوائد :۔ اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے

۱۔ حضور سرورِ عالم کے علم غیب کا ثبوت ہے کہ آپ نے اس کے متعلق بتا دیا ۔

۲۔ گھر کے مالک کی اجازت کے بغیر عورت کا تصرف ناجائز ہے

۳۔ میت کے گھر کی دعوت قبول کرنا جائز ہے ۔

۴۔ اغنیاء بھی اس طعام میں شریک ہو سکتے ہیں ۔

۵۔ اس سے ان لوگوں کی غلطی کا اظہار ہے جو کہتے ہیں کہ میت کے گھر کا طعام دل کو مردہ بنا دیتا ہے اگر واقعی یہی بات ہوتی تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی میت کے گھر والی دعوت قبول نہ فرماتے ہاں وہ شرائط مدِ نظر رہیں جو پہلے مذکور ہوئیں ۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام وہابیوں اور دیوبندیوں کے استاد ہیں فلہٰذا ان کے اقوالِ قابلِ اعتماد اور ان پر عمل کرنا لازمی امر ہے ان کے علاوہ متقدمین کی کتب میں بھی ایسے حوالہ جات ملتے ہیں شرح برزخ، خزانۃ الروایات میں ہے "ینبغی ان یواظب علی الصدقۃ للمیت الی سبعۃ ایام وقیل الی الاربعین فان المیت یشوق الی بیتہ" یعنی چاہیئے کہ سات دن تک متواتر صدقہ دیا جائے میت کی طرف سے اور بعض نے کہا چالیس روز تک کیونکہ میت اپنے گھر کی طرف سے اتنا عرصہ آرزو مند اور مائل ہوتی ہے ۔

۴۔ وقائق الاخبار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔

"اذا المؤمن یدور روحہ حول دارہ شہرًا وینظر الی ما خلفہ من مالہ کیف یقسم

مَا لہ وکیف یؤدی دینہ فاذا تم شہراً ینظر الی جسدہ ویدور حول قبرہ سنۃ فینظر من یدعولہ و من یحزن علیہ جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی روح گھر کے گرد ایک مہینہ پھرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ کس طرح اس کا مال تقسیم اور کس طرح اس کا قرض ادا کیا جاتا ہے جب ایک مہینہ پورا ہو جاتا ہے تو دیکھتی ہے اپنے گھر کو اور پھرتی ہے اپنی قبر کے گرد ایک برس تک دیکھتی ہے کہ کس نے میرے لئے دعا کی اور کس کو میراث ملتی ہے میت کے مرنے کے بعد چالیسویں روز اکٹھا ہو کر میت کی روح کے لئے ایصالِ ثواب کرنے کے متعلق یہ ایک دلیل ہے۔

فائدہ میت کے گھر کے اجتماع میں میت کی مغفرت کی کوشش اور ایصالِ ثواب کے متعلق نہ تو دلائل کی حاجت ہے اور نہ حوالوں کی نہ کتابوں کی یہ حقیقتیں مشاہدات سے تعلق رکھتی ہیں اگر غیر مقلد وہابی اور دیوبندی ہماری دعوت کو قبول کرتے ہوئے ہمارے ان اجتماعات میں شریک ہوں تو ہم انہیں یہ روح پرور نظارہ دکھانے کا یقین دلاتے ہیں کہ جس نے میت کو دس دس، بیس بیس، تیس تیس اور چالیس چالیس قرآن مجید ختم کرنے اور لاکھوں تک کلمہ شریف پڑھنے کا ثواب بخشا جاتا ہے بلکہ بعض جگہ تو قرآن مجید کے ختم سو سو سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں بلکہ میت یا اس کے ورثاء ذی اثر ہوں تو اجتماع کی بکثرت ہزاروں لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے اسی طرح ساتویں، دسویں، ماہانہ، برسی، ہر ختم پر تلاوت وصدقات کا فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اور یہ اتنی بڑی ٹھوس حقیقت ہے جسے ہر وقت مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور جو لوگ ان اجتماعات کا انکار کرتے ہیں وہ خود سوچیں کہ وہ اپنے فوت شدگان کے لئے کیا کرتے ہیں اور کل جب وہ فوت ہونگے تو اپنے عقیدے کی روشنی میں اپنے اخلاف سے کس

چیز کی توقع رکھتے ہیں یہی کہ "مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود" ظاہر ہے کہ انسان کو فوت ہونیکے بعد زندگان جتنا ثواب بھیجاتے ہیں ان کا ثواب نہ صرف میت کو پہنچتا ہے بلکہ اگر مسلمان ہے تو عذاب سے نیچ جاتا ہے جیسا کہ فقیر نے اس رسالہ میں چند حوالہ جات اور رسالہ "نجاۃ الاموات فی الصدقات والخیرات" میں تفصیل سے لکھے ہیں۔

وقت مقرّر کرنا

مخالفین عام طور پر کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن یہ جو تم نے سوئم، چہلم اور جمعراتیں وغیرہ مقرر کر رکھے ہیں یہ ناجائز ہیں اور بعض تو ایسے بھی کہتے ہیں کہ یہ خیراتیں مقرر کرنے سے حرام ہو جاتی ہیں فقیر رسالہ "نعم الیقین" میں مکمل بحث لکھی ہے یہاں سے بقدر ضرورت عرض کرتا ہوں۔

ازالۂ وہم

ہمارے نزدیک دن مقرر کرنا نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دن مقرر کئے بغیر دوسرے دنوں میں ایصالِ ثواب نہیں کیا جا سکتا ہمارا عقیدہ ہے کہ ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی جس دن بھی کر لی جائے جائز و روا ہے البتہ دن اس لئے مقرر کر دیا جاتا ہے کہ لوگوں کو یاد رہے اور جمع ہونے میں سہولت ہو جیسا کہ حاجی امداد اللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "رہا تعین تاریخ" تو یہ بات تجربہ سے ثابت ہوئی کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہوا اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا (فیصلہ ہفت مسئلہ)

ثبوت تعین از احادیث سید المرسلین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کان عبد اللہ ابن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف ومسلم شریف ومشکوٰۃ شریف)

فائدہ وعظ ہر وقت جائز ہے لیکن بوجہ مصلحت خمیس کا دن مقرر کیا گیا۔

۲۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا فیہ ولدت وفیہ انزل علی اسی دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن پاک اترنا شروع ہوا (مسلم شریف ومشکوٰۃ شریف) ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ دن مقرر کرنا حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کی سنت ہے اور اس کو ناجائز اور شرک و بدعت کہنا انتہائی جہالت دے دینی ہے۔

۳۔ حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا" اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ یعنی جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا کرو (ابن ماجہ)

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کی درخواست پر ایک دن مقرر کرکے انہیں وعظ ونصیحت فرمائی (بخاری شریف)

۵۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ہر مہینے میں تین دن پیر، منگل اور بدھ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ایک روایت میں جمعرات جمعہ اور ہفتہ کا ذکر آیا ہے

عقلی دلیل

تمام فرائض واحکام اسلامی، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور قربانی وغیرہ مقررہ وقت پر ہی ادا کیئے جاتے ہیں جس سے صاف طور پر ظاہر و واضح ہے کہ نیک کاموں کے لیئے دن مقرر کرنا جائز ہے اور جو لوگ دن مقرر کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں وہ خود شادی کے دن مقرر کرتے ہیں تبلیغی جلسوں کے دن مقرر کرتے ہیں۔ سالانہ اجتماعات کے دن مقرر کرتے ہیں۔ مدرسوں میں امتحانات و تعطیلات کے دن مقرر کرتے ہیں۔ جب وہ ایسے موقعوں پر خود دن مقرر کرتے ہیں تو پھر میت کے لیئے دن مقرر کرنے کو وہ کیسے ناجائز قرار دے سکتے ہیں۔ یہ علاوہ بات ہے جو ضد کی بیماری میں مبتلا ہو وہ نہ مانے تو اس کا علاج کون کرے۔

تیجہ یا قلخوانی

میت کے لیئے تیسرے دن ایصالِ ثواب کرنے کو ہندوستان میں تیجہ اور ہمارے ہاں پاکستان میں اس کا نام قلخوانی ہے اس میں سلف صالحین یہانتک کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کے دور تک بلا انکار ہوتی رہی چنانچہ شاہ صاحب کے ملفوظ صفحہ ۸۰ پر ہے کہ روز سوم کثرت ہجوم کہ بیرون از حساب است ہشتاد ویک کلام اللہ۔ بہ شمار آمدہ وزیادہ ہم شدہ وکلمہ را حصر نیست یعنی تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے لیکن ممکن ہے زیادہ ہو گئے ہوں اور پھر کلمہ طیبہ کا تو شمار

ہی نہیں یہ اس وقت ہوا کہ جب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا انتقال ہوا پھر اس کے بعد اسماعیل قتیل اور مولوی عبدالحی دہلوی کی شرارت سے اختلاف برپا ہوا جیسے شاہ عبدالعزیز کے تلامذہ مثلاً علامہ رشیدالدین خان مرحوم نے مولوی عبدالحی دہلوی سے جامع مسجد میں مناظرہ کیا جیسے مولوی عبداللہ نے کتاب فیض الاسلام میں درج کیا۔ جس کی تفصیل فقیر کے رسالہ التحقیق الجلیل فی تحریک اسماعیل القتیل میں ہے۔

کتب فقہ میں ہے یستحب ان یتصدق عن المیت الی ثلثۃ ایام۔ تین دن میت کے لئے صدقات ایصالِ ثواب مستحب ہے

حدیث شریف ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اپنے فتاوی میں ارقام فرماتے ہیں۔

کان الیوم الثالث عن وفاۃ ابراھیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ لبن الناقۃ وخبز الشعیر فجاء عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقراء النبی صلی اللہ علیہ الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات وقرأ اللھم صل علی محمد انت لہا اھل وھو لہا اھل فرفع یدیہ ومسح وجہہ فامر ابا ذر ان تقسم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ھذہ الاطعمۃ لابنی ابراھیم (الحدیث) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات سے تیسرے دن حضرت ابوذر غفاری حضور نبی علیہ السلام کے پاس آئے

ان کے پاس اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی، انہیں حضور علیہ السلام کے آگے رکھ دیا تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے سورت فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھی پھر پڑھا اللھم صل علی سیدنا محمد بما انت لہا اہل وھو لہا اھل اے اللہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت بھیج ایسے کہ تو اس کے لائق ہے پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اپنے چہرہ پر پھیرے اور حضرت ابوذر غفاری کو حکم دیا کہ اسے تقسیم کر دے اور فرمایا اس کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کو پہنچے

فوائد

۱۔ اس سے تیجہ کے علاوہ کھانے سے پہلے ختم مروجہ اور کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا اور دعا مانگنا بالخصوص ہاتھ اٹھا کر اور طعام کی تقسیم میں امیر و غریب کو شامل کرنا۔

انتباہ:۔ سیدنا ابراہیم بن رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالے عنہ کا تیجہ قل خوانی کا حوالہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ تعالے کے فتاوی سے دیا جاتا ہے اب وہ نایاب ہے۔ نہی پرانے کتب خانوں میں مل جاتا ہے اسی لیے مخالفین سرے سے ان دونوں احادیث کا انکار کر دیتے ہیں اور انکا ر حقیقت کو نہیں چھپا سکتا ان کے اس حربہ سے بھی ہوشیار رہیں۔

قل خوانی کی شرعی مصلحت

تیسرے روز مقرر کرنے میں دینی مصلحت بھی ہے

کہ پہلے روز تو تجہیز و تکفین میں گذرتا ہے اس میں بھی دعا و درود میت کے لیئے ہوا کرتا ہے جس میں قرب و جوار کے احباب اقرباء وغیرہ خود شریک ہوتے ہیں دوسرے روز دور کے احباب اعزہ واقارب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ جو لوگ دور سے آتے جاتے ہیں ان کے لیئے تیسرا روز مقرر ہوا تاکہ سب لوگ دوبارہ ملکر میت کے لیے دعائے استغفار کرسکیں۔ نیز اس تیجہ میں ذیل کے امور عمل میں لائے جاتے ہیں۔

۱۔ کلمہ طیبہ پڑھنا، ۲۔ شمار کے لیئے چنا پڑھنا، ۳۔ قرآن مجید ختم کرنا، ۴۔ برادری و دوست احباب کا ختم و کلمہ شریف کے لیئے جمع ہونا اور صدقہ و خیرات وغیرہ کرنا اور یہ تمام امور جائز ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی (انشاء واللہ تعالیٰ)

تنبیہات

وہ غلطیاں جو عوام سے جہالت کی وجہ سے سرزد ہوتی ہیں انہیں مٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے شلاً

۱۔ بعض لوگ اس قل خوانی میں بیجا خرچ کرتے ہیں برادری کے لوگ محض طعام وغیرہ کے لیئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ بالکل ناجائز ہے جیسا کہ فتاوی برازیہ فتح القدیر لابن ہمام میں ہے کہ پہلے یا تیسرے ہفتے میں کھانا کھانا مکروہ ہے اور زیلعی نے کہا مصیبت کے لیئے تین دن بیٹھنے میں کچھ ڈر نہیں مگر کسی امر ممنوع یعنی فرش بچھانے اور اہل میت کی دعوت کھانے کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے ابن ہمام نے کہا کہ اہل میت کی دعوت کا کھانا مکروہ ہے اور امام احمد اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ حضرت جریر سے روایت کی ہے کہ ہم اہل میت کے پاس جمع ہونے اور ان کے طعام کو تیار کرنے کو نوحہ سے شمار کرتے ہیں۔

انتباہ فقہاء کرام کی ایسی عبارتیں وہابیہ دیوبندیہ دکھا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ تیجہ حرام ہے ناجائز ہے حالانکہ فقہاء کی عبارتیں بتا رہی ہیں کہ تیجہ کا طعام بطور ضیافت (مہمان نوازی) دعوت سمجھ کر کھلانا مکروہ ہے اور اسے ہم بھی منع کرتے ہیں باقی رہا ایصالِ ثواب کے لئے وہ تو جائز بلکہ ثواب ہے جس کا ذکر بارہا گزرا۔

فقہا کا کلام ایک خصوصی اجتماع کے لئے بھی کراہت بتاتا ہے وہ یہ کہ لوگ خوامخواہ اہلِ میت کے گھر جمع ہو جاتے ہیں جس سے اہل میت شرم محسوس کرتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کو نہ کھلاؤنگا تو بدنامی ہوگی۔ چونکہ میں بھی انکا طعام کھاتا ہوں آج مجھے بھی طعام کھلانا چاہیئے نیز فقہا نے اس لئے اس طعام کو مکروہ بتایا کہ اس طعام میں میت کے ورثاء میں کوئی نابالغ یتیم نہ ہو یا کوئی غیر موجود ہو اور وہ اپنے حصہ سے خرچ کرنے پر راضی نہ ہو وغیرہ وغیرہ

۲۔ بعض جگہ یہ عادت ہے کہ قل خوانی کے بعد باقاعدہ رقم وصول کی جاتی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی کسی کی میت کے لئے کچھ دے آیا ہے اب اس کی باری پر اس نے کچھ کم کر دیئے تو ایکدوسرے پر لعن طعن و تشنیع ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ تین روز تک مسلسل ورنہ پہلے روز ہی سہی اہل میت کے گھر کھانا پکوا کر بھجوانا چاہیئے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن عبد اللہ بن جعفر قال لما جاء نعی جعفر قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقد اتاھم ما یشغلھم رواہ ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ یعنی عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی تو سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کراؤ وہ اس لیے کہ ان کے سامنے وہ چیز ہے جو ان کو کھانا پکانے سے باز رکھتی ہے یعنی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی موت لیکن افسوس کہ آج کل تو الٹا اس کے گھر کو لوٹنے اسی سے طعام کھانے کی فکریں رہتے ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر یہ رسم ابھی تک جاری ہے چنانچہ فقیر کے والد ماجد کی بھی عادت تھی کہ جب بھی ہمارے گاؤں میں کوئی فوت ہوتا تو طعام پکوا کر اہلِ میت کے گھر بھجوا دیتے تھے۔

۴۔ بعض جگہ قرض وغیرہ لے کر خیرات کا بندوبست کرتے کراتے ہیں یہ بھی درست نہیں۔

جمعراتیں یعنی ساتواں

ہم میت کے لئے جمعراتوں اور بالخصوص میت کے مرنے کے بعد ساتویں دن اکٹھے ہوتے ہیں اسے ساتویں کا اکٹھ کہا جاتا ہے اسے بھی وہابی دیوبندی حسب عادت بدعت وحرام کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ساتویں کا اکٹھ بھی حدیث شریف سے واضح ہے چنانچہ۔

حضرت علامہ دمیری حیوٰۃ الحیوان جیح ۲ میں تحریر فرماتے ہیں

روی احمد وطاوس

فی کتاب الزہد انہ قال ان الموتی یفتنون فی قبورھم سبعۃ ایام فکانوا ان یطعم عنھم تلک الایام۔ یعنی امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کتاب الزہد میں طاؤس تابعی سے روایت کی کہ مردے سات دن قبر میں آزمائے جاتے رہے فلہٰذا اصحابہ کرام ان دنوں

میں مردوں کے لیے طعام کھلانا مستحب سمجھتے تھے۔

ف تابعی کا قول کہ صحابہ کا معمول دلالت کرتا ہے کہ یہ بات سینہ، نبوت سے صادر ہوئی ورنہ وہ حضرات از جانب خویش کوئی عمل جاری نہیں کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از دفن واز رفتن او از عالم تا ہفت روز" (اشعۃ اللمعات ص ۱ باب زیارت القبور)

مستحب ہے کہ میت کی طرف سے اس کی وفات سے لے کر سات روز تک صدقہ وخیرات کی جائے۔

فائدہ ان تقریرات سے ثابت ہوا کہ تیجہ قلخوانی خواہ تیسرے روز کریں یا ہفتہ میں کسی ایک دن لیکن اس سے مقصد یہ کہ میت کو قبر کی سختیوں سے نجات نصیب ہو خواہ صدقات وخیرات سے خواہ تمام لوگ مل کر کلمہ استغفار، قرآن خوانی سے وغیرہ وغیرہ

قبور پر قرآن خوانی

قبور پر قرآن خوانی کے لیے حفاظ بٹھانا بھی

ہمارے معمولات میں سے ہے لیکن وہابیوں اور دیوبندیوں نے اسے بھی حرام کہا حالانکہ خود مزارات کے مجاور بنے بیٹھے ہیں۔

جبکہ پاکستان میں محکمہ اوقاف نے قبور ومزارات کی آمدنی سنبھالی ہے تو مجاوری کے لئے قرعہ انتخاب دیوبندی فرقہ کے نام پڑا جب ثابت ہو چکا ہے کہ میت کو ایصال ثواب کی بیحد ضرورت ہے وہ کسی قسم کی بھی ہو قرآن خوانی خواہ بطریق دیگر ہر طرح سے جائز ہے۔

حکایت حماد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک دفعہ میں مکہ معظمہ کے گورستان میں گیا اور ایک قبر پر سر رکھکر سو گیا میں نے خواب میں اہل قبور کو دیکھا جو کہ حلقہ بنائے بیٹھے ہیں میں نے کہا کیا قیامت قائم ہو گئی ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ کسی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا، اسے ہم بانٹ رہے ہیں (مظاہر حق)

فائدہ اندازہ لگائیے کہ جب ایک بار سورۃ اخلاص پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے تو پھر چہلم میت کی قل تیجہ گی یا اس کے بعد قبور پر قرآن کے کئی ختمات بخشنے کا کتنا ثواب ہو گا؟ ۔ لیکن انسانیت کی بدخواہ قوم کو خدا تعالےٰ ہدایت دے کہ ہر نیک کام میں روڑہ اٹکا ہی دیتے ہیں اگرچہ بحیثیت عمومی مسئلہ ایصال ثواب قرآن خوانی کے جواز میں کسی قسم کا حرج نہیں فقہا کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے ۔

۱ ۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جامع العلوم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کانت الانصار اذا مات لہم المیت اختلفوا الی قبرہ یقرؤن القرآن (شرح الصدور)

(یعنی انصار کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کا کوئی مر جاتا تو اس کی قبر پر جاتے اور قرآن مجید پڑھا کرتے)

(ف) صحابہ کرام کے عمل سے بڑھ کر اور کون سا عمل ہمارے لئے زیادہ قابل اعتماد ہے لیکن جن کو "میں نہ مانوں" کی مرض ہو وہ کب مانیں گے ۔

۲ ۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ قرأۃ القرآن عند القبور عند محمد لا تکرہ و مشائخنا اخذوا القولہ

وهل ینتفع والمختار انه ینتفع " یعنی قبور کے قریب پڑھنا امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں اور ہمارے مشائخ نے اس کا ثبوت "هل ینتفع" کی جزی سے لیا ہے مختار مذہب یہ ہے کہ یہی بات صحیح ہے۔

۳۔ درمختار میں ہے "ولا یکره اجلاس القارئین لیقرؤا عند القبر والمختار عدم الکراہۃ"
یعنی حافظوں کو قرآن پڑھانے کے لئے قبر کے نزدیک بٹھلانا مکروہ نہیں اور یہی مختار مذہب ہے۔

چالیسواں

اسکی مستقل بحث فقیر نے ایک رسالہ میں لکھی ہے یہاں صرف طعام دینے اور ایصالِ ثواب کا ثبوت ہے جو میت کے مرنے کے بعد چالیس دن تک روزانہ صبح و شام خیرات کی جاتی ہے یہ جائز ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر عزیزی پارہ عم سورۃ اذالسماء انشقت آیت والقمر اذا اتسق، الخ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اول حالتے کہ بمجرد جدا شدن روح از بدن خواہد شد فی الجملہ اثر حیات سابقہ والفت تعلق بدن ودیگر معروفان از ابنائے جنس خود باقی است وآں وقت گویا برزخ است کہ چیزے ازیں طرف مدد زندگان بمردگان دریں حالت زود تر می رسد ومردگان منتظر لحوق مدد ازینطرف باشند صدقات وادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار می آید وازین است کہ طوائف بنی آدم تا سال وعلی الخصوص تا یک چلہ

بعد موت درایں نوع امداد وکوشش تمامی نمایند

"یعنی یہ پہلی حالت جو بدن سے روح آزاد ہونے میں پیدا ہوگی اس وقت کچھ نہ کچھ پہلی زندگی کا اثر اور بدن کے تعلق اور دوسرے شناساں ابنائے جنس کے ساتھ الفت باقی ہے۔ وہ وقت گویا برزخ ہے کہ کچھ ادھر سے زندوں کی طرف سے مردوں کو مدد اس حالت میں جلدی پہنچتی ہے اور مردے اسطرف سے مدد ملنے کے منتظر رہتے ہیں صدقات وخیرات و دعائیں اور فاتحہ اس وقت اس کے بہت کام آئیں گی یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً چالیس روز تک اس قسم کی امدادیں پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔

فائدہ: میت کو قبر میں چالیس روز تک صدقات وخیرات اور استغفار کی ازحد ضرورت ہوتی ہے اور متقدمین کی کتب میں اسکا ثبوت ملتا ہے تو کسی مسکین وفقیر کے پیٹ بھرنے پر میت کی جان چھڑانے میں اللہ تعالیٰ کی راہ پر کچھ دیا جائے تو منکرین کو انکار کیوں ہے۔

فائدہ: جسطرح دوسری خیرات وصدقات در بارہ ایصالِ ثواب مالِ یتیم کا خیال رکھنا ضروری ہے یہاں بھی اس خرابی سے بچنا لازمی ہے کہ بعض مقامات پر رواجی ملاؤں کو دیا جاتا ہے جو گھر میں بڑی جائیداد رکھتے ہیں لیکن پھر بھی ایصالِ ثواب کے طعام کے منتظر رہتے ہیں ان کے دینے سے ثواب نہ ہوگا اور بعض جگہ یہ خرابی ہے کہ جو شخص میت کو نہلاتے چالیسویں کی روٹی بھی اسی کو دی جاتی ہے یہ بھی غلط ہے اگر وہ مستحق ہو تو دیا جائے ورنہ جو مسکین وغریب ہمسائے ہوں انہیں ورنہ دین کے طلباء ایسی خیرات و صدقات کے زیادہ مستحق ہیں بلکہ ان کو دینے سے زیادہ ثواب ہے۔

فائدہ: حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

دیگر در عبارت از تابعین کرام
كَانَ السَّلَفُ يُحِبُّونَ الْإِطْعَامَ عَنِ الْمَيِّتِ اربعين يَوْمًا
وشواہد ایں بسیار است

حدیث از تابعین مروی ہے کہ اسلاف میت کے گھر چالیس دن کھانا کھلانا اچھا سمجھتے تھے اور اس کے شواہد بہت ہیں۔

سوال فقہاء کرام یہاں تک کہ بریلویوں کے امام احمد رضا کا فیصلہ ہے کہ تیجہ اور دسواں وغیرہ مقرر کرنا اور ان دنوں میں کھانا پکانا اور قرآن پڑھ کر اہل میت سے دعوت لینا مکروہ ہے فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے کہ پہلے اور تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد کھانا تیار کرنا اور موسم کے دنوں میں قبر کے پاس کھانا یا شیرینی لے جانا اور قرآن پڑھ کر دعوت لینا اور صالحوں اور قاریوں کا تمام کلام اللہ یا سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے اور اہل مصیبت سے ضیافت لینا بھی مکروہ ہے اس لئے کہ ضیافت لینا شادی میں چاہیے غمی میں نہیں چاہیے کہ بدعت قبیحہ ہے اسی طرح مستملی شرح منیۃ المصلے در فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اہل مصیبت سے دعوت ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے کیونکہ یہ بات شادیوں میں مشروع نہیں اور نہ ہی ماتموں میں مشروع ہے اور نوادر الفتاوی میں آیا ہے کہ جو کھانا مردے کے واسطے تیسرے دن یا ساتویں دن یا چہلم کو یا برسی کو تیار کرنا وہ کھانا علماء و فضلاء کو کھلانا مکروہ ہے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور اسی طرح مریض کا کھانا دل کو مریض کر دیتا ہے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کھانا مردونکی روح کے واسطے پکاتے ہیں اس کا قبول کرنا مکروہ ہے اور یہی مضمون فتاوے کی مستند کتابوں میں موجود ہے۔

ہاں بلا تخصیص اور بلا تعیین ان دنوں کے اور کسی اور دن کے جب چاہے تب مردے کے لیے کھانا پکا کر محتاجوں اور مسکینوں کو دینا بہت خوب ہے چنانچہ بزاز نے کہا ہے کہ اگر کھانا محتاجوں کے لیے تیار کیا جاوے تو بہتر ہے اور جامع البرکات میں مذکور ہے کہ جو کھانا مردوں کی طرف سے محتاجوں کے لیے پکاویں کہ ثواب اس کا مردوں کو پہنچے وہ سوائے محتاجوں اور فقیروں کے کسی اور کو دینا جائز نہیں۔ کیونکہ تصدق تو فقیروں پر ہی ہوتا ہے اور اغنیاء کے واسطے ہدیہ مقرر ہے اور یہ جو اس ملک میں رسم ہے کہ طعام وغیرہ سامنے رکھ دونوں ہاتھ اٹھا کر سورۃ اخلاص وغیرہ بطور رواج اس دیار کے پڑھتے ہیں کہ سو یہ طریقہ اور دستور علماء سلف سے منقول نہیں بلکہ حرمین شریفین میں کوئی اہل فضل و کمال جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ سے آج تک کسی سے ثابت نہیں۔

جواب

فقیر کا تجربہ ہے کہ مخالفین اپنے دعویٰ میں ادھوری عبارت لکھتے ہیں۔ اور اگر سناتے ہیں تو وہ بھی ادھورا اور پھر اصل موقف کو مان بھی لیتے ہیں جیسے سوال کو غور سے دیکھیں کہ عبارت لکھے بغیر وہ مفہوم بیان کیا جس کے ہم بھی قائل ہیں وہ یہ کہ میت کے گھر والوں کی مہمانی اور وہ رسم جو شادیوں میں ہوتی ہے یہاں نہ ہو اسی طرح عورتیں جو بین کرنے کے لیے بلائی جاتی ہیں یا آئیں اور بین کریں اور انہیں میت کے گھر والے مہمانی کے طور پر کھلائیں یہ ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے اور یہی طعام میت دل کو مردہ کرتا ہے لیکن افسوس کہ مخالفین جائز صورتوں پر بھی مکروہ صورتوں کو چسپاں کر دیتے ہیں۔ پھر دبے لفظوں میں ہماری جواز کی صورتوں کو تسلیم بھی کر جاتے ہیں

چنانچہ سوال پر غور کریں تو مخالفین ہال کہہ کر کسطرح دھوکہ اور فریب کرتے ہیں۔

فقیر انہیں فقہاء کی عبارات اور فتاوے کی تصریحات نقل کرتا ہے جن میں مکروہ صورتوں پر کراہت کا فتویٰ دے کر فقہا نے جواز کی صورتوں کی بھی تصریح فرمائی ہے چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

عبارت عدم جواز

فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث و بعد الاسبوع و نقل الطعام الی القبر فی المواسم و اتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن و جمع الصلحاء و الفقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام و الاخلاص۔

پہلے اور تیسرے دن اور بعد سات دن کے کھانا پکانا اور کھانے کا قبر کے پاس عرس میں لے جانا اور قرآن پڑھنے کی دعوت کرنا اور صلحاء و فقراء کو ختم کے لیے یا سورۃ انعام و اخلاص پڑھنے کے لیے جمع کرنا مکروہ ہے۔

عبارت جواز

اوپر کی عبارت عدم جواز پڑھنے کے بعد جواز کی عبارت بھی پڑھ لیجئے کیونکہ فتاویٰ بزازیہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ ضیافت کی نسبت لکھا ہے چنانچہ فتاویٰ بزازیہ میں آگے چل کے لکھتے ہیں۔

والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ و ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا

خلاصہ یہ ہے کہ دعوت مسلمانوں کی قراءۃ قرآن کے وقت کھانے کے لئے مکروہ ہے اگر فقراء کے لئے کھانا کھلائے تو بہتر ہے مستلی میں بزازیہ کی عبارت لکھتے ہیں ولا یخلو عن نظر یہ نظر سے خالی نہیں ہے تقریر نظر کی ظاہر ہے اس لئے کہ جب صدقہ عن المیت ماثور ہے تو پہلے یا تیسرے دن اگر کھانا پکایا جاوے تو کیا مضائقہ ہے۔ ایسے ہی اور قراء وصلحا کو کھلائیں تو کیا مضائقہ ہے ہاں اگر خلاصہ کر قراء کی دعوت ہو تو اسے مکروہ کہہ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کراہت کی کوئی وجہ پائی جائے۔

فیصلہ

بزازیہ کی طرح فقہا کی ایسی بے شمار عبارات کتب فقہ و فتاویٰ میں موجود ہیں۔ ان سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ میت کے گھر کی مہمانی مکروہ ہے ہاں اگر وہ شرائط مخصوصہ میت کے ایصالِ ثواب کے لئے ارادہ پر طعام پکا کر کھلائیں تو بلا کراہت جائز ہے جیسے مخالفین بھی اپنی تصانیف میں دبے لفظوں میں ہاں بول کر جواز کی راہ نکال جاتے ہیں۔

ضیافت و دعوت مکروہ اور ایصالِ ثواب کا جائزہ

فتاویٰ قاضی خان کی عبارت میں اس کی تصریح موجود ہے

وَیُکْرَہُ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ فِی اَیَّامِ الْمُصِیْبَۃِ لِاَنَّہَا اَیَّامُ تَاَسُّفٍ فَلَا یَلِیْقُ بِہَا مَا یَکُوْنُ لِلسُّرُوْرِ وَاِنْ اِتَّخَذَ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ کَانَ حَسَنًا اِذَا کَانُوْا بَالِغِیْنَ فَاِنْ کَانَ فِی الْوَرَثَۃِ صَغِیْرٌ لَمْ یَتَّخِذُوْا ذٰلِکَ مِنَ التَّرِکَۃِ۔

مکروہ ہے ضیافت کرنا ایامِ مصیبت میں کیونکہ وہ افسوس کے

ایام ہیں اس لئے وہ طریقہ نہیں ہونا چاہیئے جو شادی و سرور کا ہے
ہاں اگر وہ طعام فقراء کے لئے پکایا جائے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے
بشرطیکہ پکانے کا خرچہ بالغ رشتہ دار کے مال سے ہو اگر
وارثین میت میں کوئی غیر بالغ ہو تو اس کی طرف سے
ایصالِ ثواب نہ ہو ۔

سوال

مانا کہ یہ خیراتیں ایصالِ ثواب ہیں اور اگلے لوگ ثواب
سمجھ کر کرتے ہوں لیکن اب تو محض رسم بن گئی ہے
کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے امور نیک ہوتے ہیں یہ ہوتے
ہوتے خواص و عوام میں جب وہ کام جاری ہو گئے اور عوام
کے نزدیک اس کے فائدہ کا لحاظ نہ رہا اور وہ کام باقی رہے اور
بسبب رواج کے رسم پڑ گئی اور اس کے کرنے والے کی تعریف اور
نہ کرنے والے کی مذمت ہونے لگی پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ
اگر کوئی شخص اس سے بہتر طریقہ اسی کام میں زیادہ فائدہ نکالے
تو کوئی اس کو نہ ملنے مثلاً اگلے لوگوں نے مردوں کو ثواب پہنچانے
کے لئے کھانا پکا کر خیرات کرنا مقرر کیا تھا اور بموجب مسئلہ کے
صدقہ خیرات رشتہ دار اور محتاجوں کو دیتے پھر ہوتے
ہوتے اب یہ نوبت پہنچی کہ اس کھانے میں خیرات اور ثواب
کا لحاظ مطلق نہ رہا لوگ صرف رسم و رواج کے سبب کھانا پکا
کر رشتہ داروں میں حصے مقرر کر کے تقسیم کرتے ہیں اور وہ
رشتہ دار اگرچہ غنی دولتمند ہوں لیکن کھانا کا حصہ نہ ملے تو شکوہ
کرتے ہیں پھر اگر کوئی خیرات صدقہ کا نام لے بعض غیرت
والے رشتہ دار قبول نہیں کرتے ثواب یہ رسم ٹھہر گئی
خیرات صدقہ نہ رہا اگر اب کوئی نقد یا کپڑا خیرات کرے یا اور طرح

سے مردوں کو ثواب پہنچا دے اور رسم کے طور پر کھانا نہ کرے تو اس قدر ہو کہ اگر کچھ بھی نہ کرے تو اس قدر مطعون نہ ہو۔

جواب

ہم سوالوں کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ کہاں تک صحیح ہیں اموات کی طرف سے جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ ہمیشہ صدقہ سمجھا جاتا ہے مسلمانوں میں ایک فیصد کوئی ایسا نہ ہوگا جسے معلوم نہ ہو کہ اس کھانے سے اہل قبور کو ایصالِ ثواب مقصود ہوتا ہے چونکہ خیر القرون سے آج تک تمام اہل اسلام عادی بن چکے ہیں اور اس کا رواج عام ہو چکا ہے اب اسے صرف رسم رسوم سمجھنا کہاں تک صحیح ہے یہ سب کو معلوم ہے ایصالِ ثواب ہے اور ایصال ثواب کرنے والے کی تعریف اس لئے نہیں ہوتی کہ اس نے ایک رواجی کام کیا ہے بلکہ اس لئے کہ اس نے مرجانے کے بعد بھی اپنے جانے والے مسافر کی مدد کی ہے ورنہ اب یہ حال ہے کہ باپ بیٹے سے بیزار ہے اور بیٹا باپ سے لیکن ایصالِ ثواب کرنیوالے کی شاباش ہے کہ مرنے کے بعد بھی میت کی بھلائی کر رہا ہے۔ زندوں کے ساتھ مروت واحسان تو ہر کوئی کرتا ہے مرنے کے بعد کوئی مروت واحسان کرے تو قابلِ تحسین و صد آفرین ہے۔

یہ کوئی برا کام نہیں کہ لوگ کسی کی نیکی پر کسی کی تعریف کریں اور نہ ریاء میں داخل ہے ریاء و نام و نمود عمل کے ابتداء میں بری نیت ریاء میں ہوتا ہے نہ کہ بعد کے عمل پر لوگوں کا تعریف وغیرہ کرنا۔ لیکن چونکہ مخالفین کو مردہ دشمنی کا ثبوت دینا ہے اسی لئے منگھڑت اور بہتان تراشی سے کام لیتے ہیں۔

طعام کی تخصیص

ہمارے ہاں میت کے طعام کھلانے کا رواج ہے اور یہ عادات مختلف ہوتی ہیں۔ عرب میں پانی کی سخت ضرورت ہوتی ہے اس لیئے وہاں پانی کا صدقہ زیادہ جاری ہے لیکن ہمارے ملک میں بلحاظِ عام ضرورت کے کھانا کھلاتے ہیں ہاں اگر کوئی نقد دے یا کپڑا خیرات دے اور کوئی اس طرح کی کوئی اور خیرات تو کوئی بھی اس کا منکر نہیں لیکن بہ نسبت ان کے کھانے میں عام فائدہ ہے جو خاص ضرورت کے تحت نہ دیا گیا اگر نقد کی تعداد قلیل ہے تو وہ اس قابل نہیں کہ فقیر اس سے کچھ خرید کر پیٹ بھرے اگر تعداد کافی ہے تو بخیل بھوکے رہتے ہیں مگر روپیہ جمع کرتے ہیں بلکہ زکوٰۃ بھی نہیں دیتے اگر کوئی نقد وغیرہ خرچ ہی کرتا ہے تو بعض فقراء سگریٹ وغیرہ میں روپے پیسے کو اڑا دیتے ہیں۔ کپڑے کی ضرورت ہر فقیر کو نہیں ہوتی۔ عوام اہلِ اسلام سب کو معلوم ہے کہ ثواب جیسے کھانا کھلانے میں ہے ایسے ہی نقد یا کپڑا دینے میں ہے لیکن کھانا کھلانے میں عام فائدہ ہے جب ثواب برابر ہے تو ایسا کام کیوں نہ کیجئے جس میں عام فائدہ ہو یہ بھی صرف روکنے کا ڈھنگ ہے

انتباہ:۔ ورنہ ان سے سوال کرو کہ تم اپنے اموات کے لیئے کتنے نقد روپے خرچ کر چکے ہو اور کتنا فقراء کو کپڑے پہنائے۔

سوال:۔ مردے کی خیرات کے لیئے دن مقرر کرنا یہ خیال کرکے کہ قبل یا بعد کا ثواب مردے کو نہ پہنچے گا یا فلاں روز ثواب زیادہ پہنچ جائے گا جائز نہیں اس پر اصرار کبیرہ ہے۔

جواب خیرات وغیرہ کا دن صدقہ میت کے لیے جو مقرر کیا جاتا ہے اس میں کوئی شخص گو وہ عام آدمی ہی کیوں ہو یہ نہیں خیال کرتا کہ اس کے قبل یا بعد مردے کو ثواب نہ پہنچے گا یا صرف انہیں ایام میں زیادہ ثواب پہنچتا ہے مخالفین کا بہتان ہے۔

بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ اموات مومنین کو قبر میں سات روز تک اور منافقین کو چالیس روز تک عذاب کا خطرہ رہتا ہے علاوہ ازیں قبر کی ہولناکی اور میت کا اپنے اہل وعیال سے ہجر و فراق اور تنہائی وغیرہ سے برا حال ہوتا ہے اسی لیے بوجہ مصلحت ایام مقرر کئے جاتے ہیں اور یہ مصلحت کی تعین شرعاً جائز ہے تفصیل فقیر کے رسالہ نعم المعین فی مصلحۃ التعیین میں پڑھیئے۔

سوال : در شرح منہاج للنووی میں ہے

الاجتماع علی المقبرۃ فی یوم الثالث وتقسیم الورد والعود والطعام الطعام فی الایام المخصوصۃ کالثالث والخامس والتاسع والعشرین والاربعین والشہر السادس والسنۃ بدعۃ	گورستان میں تیسرے دن جمع ہونا اور پھول گلاب وعود تقسیم کرنا اور تیسرے پانچویں اور نویں اور بیسویں اور چالیسویں دن طعام کھلانا اور چھ ماہ کی اور سالانہ کھانا کھلانا بدعت ممنوع ہے۔

جواب

غیر معروف کتاب کا حوالہ دینا مخالفین کا دائیں ہاتھ کا کھیل ہے اہل علم کو معلوم ہے کہ منہاج للنووی کی کئی شروح ہیں نامعلوم معترض نے کس شرح کا حوالہ لکھا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جعلی عبارت بنا کر سوال جڑ دیا ہے جیسے ان کے مولویوں کی عادت ہے کہ جعلی حوالے جعلی کتب اور جعلی مصنفین لکھ کر دھوکہ دیتے ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "مسلک شاہ ولی"

لطیفہ

ہم مستند کتب مثلاً فتاوی، برجندی فتاوی علی قاری، شرح برزخ وہ دیگر متعدد کتب پیش کرتے ہیں۔ تو منکرین بلاوجہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کتابیں ہیں ہی نہیں یا کہتے ہیں کہ غیر معتبر ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن خود دھوکہ دیں تو ......

اہل علم کو دعوت مطالعہ

فقیر مخالفین کے مدعیان علم کو دعوت مطالعہ دیتا ہے

کہ یہی عبارت شرح منہاج سے کہیں ایک سے لکھ کر مطلع فرمئیں ممنون ہوں گا۔

جواب ۲ مخالفین کو چاہیے تھا کہ وہ حنفی کتب کا حوالہ دیتے یہ شافعی المذہب کی شرح ہے اس سے مخالفین کو کیا فائدہ باوجود انہیں فقیر دوبارہ ان کے اہل علم کو دعوت مطالعہ دیتا ہے کہ بتائیے کہ شافعی المذہب کے کس مصنف کی کتاب کی یہ عبارت ہے جب عبارت کا اصل ہی مجہول ہے تو دعویٰ از دلیل مجہول کیسے ثابت ہوسکے گا۔

جواب ۳ فقہائے حنفیہ کی طرح فقہائے شوافع نے میت کے طعام کو مطلقاً حرام نہیں کہا بلکہ وہی دعوتیں جو رسم ورواج کے طور اور نام ونمود اور رونے والی عورتوں کو بلا کر میت پر نوحہ کریں تو ایسا طعام پکا کر کھلانا مکروہ ہے چنانچہ شافعی علامہ خطیب شربینی رحمہ اللہ تعالیٰ مغنی المحتاج شرح المنہاج للنووی میں لکھا ہے۔ قال ابن الصباغ وغیرہ اما اصلاح اہل المیت طعاما وجمع الناس علیہ فبدعۃ غیر مستحب روی احمد وابن ماجہ

باسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ
الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام
من النیاحۃ ۔ ابن الصباغ وغیرہ نے فرمایا بہرحال
ترجمہ :۔ طعام میت تیار کرنا اور لوگوں کا جمع کرنا بدعت مذموم ہے غیر مستحب ہے

فائدہ امام احمد نے روایت کی ہے عبد اللہ بن جریر سے ہم ایسے طعام کو نوحہ کا طعام سمجھتے تھے
اس عبارت میں تصریح ہے کہ اہل میت کا وہ
طعام مکروہ ہے جو بطور مہمانی بالخصوص نوحہ گر عورتوں کے
لئے ہو جیسے دورِ جاہلیت میں ہوتا تھا نہ کہ ایصالِ ثواب کا طعام یہ
مخالفین کا دھوکہ اور فریب ہے کہ ضیافت ودعوت ونیاحت
کی عبارات لکھ کر ایصالِ ثواب کے طعام کو حرام کہے جا رہے ہیں ۔

چیلنج فقیر کا چیلنج قبول کرلیں کہ ایسی عبارت اہلسنت کے
ائمہ اربعہ کی لے آئیں جس میں تصریح ہو کہ ایصالِ ثواب
کے لئے جو طعام فقراء کے لئے پکایا جائے حرام یا مکروہ ہے ورنہ فقیر
کی مندرجہ عبارات شوافع واحناف کی تصریفات قبول
کرلیں ۔

عبارات شوافع رحمۃ اللہ علیہم

۱۔ شافعی المذہب کے ستون اور
حرمین طیبین کے ائمہ ومشائخ علماء
کے استاد حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ
علیہ تحفہ میں لکھتے ہیں ۔

یسن کما لمص علیہ قرأۃ ما تقیر علی المقبر
والدعاء لہ فالبدعۃ انما ھی فی تلک الا
جتماعات الحادثۃ دون نفس القرأۃ والد
عاء علی ان تلک الاجتماعات ما ھو من
البدع الحسنۃ کما لا یخفی ۔

۲ فتاویٰ طنداوی (یہ فتاویٰ شافعیہ میں معتمد ہے) میں لکھا ہے۔
وَلاباس باالجمیعۃ التی تعمل فی کل سنۃ
ف :۔ اس میں اعرس اور عوام کے سالیانہ خیرات کی طرف اشارہ ہے۔

احناف کی تصریحات

مخالفین میں ہمارے حریف عموماً حنفیت کا دم بھرتے ہیں ان کے لئے بھی تصریحات حاضر ہیں اگرچہ اکثر عبارات فقیر گذشتہ اوراق میں لکھ چکا ہے لیکن مزید تسلی وتشفی کے لئے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ فتاوےٰ بزازیہ میں وہ تمام صورتیں جو عوام کی جواز کی ہیں لکھ کر آخر میں فیصلہ تحریر فرمایا کہ وَ الاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ وان اتخذ طعامًا للفقراء فکان حسنا۔
اصل یہ ہے کہ قرأۃ قرآن کے طعام پکانا اور کھانا مکروہ اور اگر فقراء کیلئے ہو تو جائز ہے

لطیفہ

مخالفین حسب عادت بزازیہ کی مذکورہ بالا عبارت چھوڑ کر وہی عبارات پیش کرتے ہیں جو صاحب بزازیہ نے عدم جواز کی صورتیں لکھی ہیں اسے کہتے ہیں علمی چوری اس لئے فقیر کا اہل علم کو مشورہ ہے کہ ان کی پیش کردہ عبارات کو آگے پیچھے ضرور دیکھ لیا کریں کیونکہ دھوکہ دہی کے یہ حضرات نمبر اول ہیں۔

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب صاحب بزازیہ نے جو صورتیں عدم جواز کی لکھی ہیں وہ بھی علامہ حلبی حنفی رحمۃ اللہ تعالٰے کو ناپسند ہیں بایں معنٰی کہ جب شرع نے اہلِ اموات کے لئے طعام پکا کر کھلانے کی عام اجازت بخشی ہے پھر ان میں بزازیہ کون لگتے ہیں انہیں مقید کرنے والے علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالٰے المستملی شرح منیہ کبیری میں لکھتے ہیں کہ :-

ولا یخلو عن نظر یعنی یہ نظر سے خالی نہیں علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالٰے کا مقصد یہ ہے کہ جب صدقہ وخیرات احادیث صحیحہ اور آثارِ صحابہ اور تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالٰے عنہم اجمعین سے ثابت ہے تو پھر اسے تیسرے دن پکائیں یا ساتویں دن وغیرہ اسے فقراء کھائیں یا اغنیاء قبور سے نزدیک گورستان کے علاقوں میں کھائیں یا کہیں اور جگہ اسے قرآن پڑھنے والے کھائیں یا کوئی اور جب کراہت کی شرعی حیثیت مانع نہ ہو تو کیا حرج ہے۔

فائدہ غور فرمائیے کہ صاحب بزازیہ نے عدم جواز کی صورتوں میں چند غیر ضروری شرطیں لگائیں تو بھی ہمارے محققین فقہاء کرام کو گوارہ نہ ہوا لیکن افسوس کہ آج نام نہاد حنفی حنفیت کی آڑ میں وہابیت کے ساتھ ملکر معتزلہ فرقہ کی گمراہی کو زندہ کرنے میں حلال طعام کو حرام قرار دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں

۳۔ حنفیوں کے محقق اور چوٹی کے مفتی قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانہا ایام تاسف فلا یلیق بہا ما یکون للسرور و ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانو بالغین

فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذ وامن الترکۃ۔

ترجمہ:۔ ایام مصیبت میں مہمانی کا طعام پکانا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ افسوس اسی لئے سرور و شادی کے خود نہ ہو اگر وہ فقراء کے لئے پکائیں تو جائز ہے جب پکانے والے بالغ ہوں ہاں وارثین میں صغیر ہو تو بھی نہ پکائیں (ہاں صغیر کا مال نکال کر پکائیں)

فائدہ عظیم الشان

فقیر نے ائمہ اربعہ (احناف، شوافع، مالکی، حنبلی) کی تمام کتب کا حتی الامکان مطالعہ کیا تو سب میں یہی ملا کہ جہاں ضیافۃ دعوت کی قید ہو وہ کھانا مکروہ ہے چنانچہ جتنی عبارات فقیر نے لکھیں ان میں دیکھ لیں اور جتنی عبارات مخالفین پیش کرتے ہیں ان میں بھی ضیافۃ و دعوت کی کراہت کا ذکر ہوگا مثلاً فتاوی ظہیریہ میں ہے۔ وَلَا یُبَاحُ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ عِنْدَنَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَھِیَ اَیَّامُ الْمُصِیْبَۃِ لِاَنَّ اِتِّخَاذَ الضِّیَافَۃِ سُرُوْرًا۔ مباح نہیں ہے ضیافت کرنا ہمارے نزدیک تین روز جو ایام مصیبت کے ہیں کیونکہ ضیافت سرور کے لئے ہے فتاوی تاتارخانیہ میں ہے وَلَا یُبَاحُ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ عِنْدَنَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ مباح نہیں ہے ضیافت ہمارے نزدیک تین روز اور فتح القدیر میں ہے وَیُکْرَہُ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ لِاَنَّہٗ مَشْرُوْعٌ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ وَھِیَ بِدْعَۃٌ مُسْتَقْبِحَۃٌ رَوَی الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ بِاَسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ وَصُنْعَھُمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّیَاحَۃِ۔

مکروہ ہے ضیافت اہل میت کی طرف سے کیونکہ وہ مشروع ہے سرور میں نہ غم میں فقہا نے کہا ہے کہ وہ بدعت قبیحہ ہے

امام احمد و ابن ماجہ نے باسنادِ صحیح جریر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ جریر نے کہا ہے کہ ہم شمار کرتے تھے مجتمع ہونا اہل میت کے پاس اور کھانا کھلانا ان کو نیاحت کے طور ۔

فائدہ :۔ خلاصہ یہ ہوا کہ میت کے گھر شادی کی طرح دعوتیں اڑانا یا یتیم کے مال کی ملاوٹ کا کھانا یا دہ کھانا رونے پیٹنے والی عورتوں کے لئے پکانا اس قسم کے طعامِ میت مکروہ ہیں ۔ ہاں ایصالِ ثواب کی خیرات وغیرہ جائز ہے ۔

سوال حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے اصحاب سے منقول ہے کہ پہلے یا تیسرے دن یا ہفتے کے بعد دعوت کھانا مکروہ ہے جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور خلاصہ میں مذکور ہے کہ تین دن ضیافت کھانا مباح نہیں اور نے کہا کہ مصیبت کے لئے تین دن بیٹھنے میں کچھ ڈر نہیں ۔ مگر کسی امرِ ممنوع یعنی فرش بچھانے اور اہل میت کی دعوت کھانے کا مرتکب نہ ہونا چاہیے ۔ اور ابن ہمام نے کہا کہ اہلِ میت کی دعوت کھانا مکروہ ہے اور سب نے کراہت کی یہ وجہ بیان کی کہ ضیافت خوشی میں مشروع ہے نہ کہ مصیبتوں میں اور کہا ابن ہمام نے کہ یہ بری بدعت ہے کیونکہ امام احمد اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰی اَہْلِ الْمَیِّتِ وَصُنْعَهُمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّیَاحَةِ یعنی ہم اہلِ میت کے پاس جمع ہونے اور ان کے طعام تیار کرنے کو نوحہ سے شمار کرتے ہیں ۔

جواب ہم بار بار عرض کر رہے ہیں کہ مطلق دعوت برائے ایصال کو کوئی بھی جائز نہیں کہتا وہ

دوسرا سبب عارض ہو یہاں وہی بات ہے دیکھیے دعوت ناجائز اور مکروہ ہے یعنی جس میں کوئی

ملا علی رحمۃ اللہ علیہ نے نیاحت کی قید لگائی جب کوئی عارضہ شرعیہ دعوت کو مانع ہو وہ دعوت کو مکروہ کرنے کا سبب بنتا ہے خواہ دعوت ایصالِ ثواب کی ہو یا ولیمہ کی یا کوئی اور ہو۔

ہم تو کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کے لئے قرض بھی نہ لیا جائے۔ قرضدار آدمی کو صدقات کرنا خواہ اپنے لئے کرے خواہ میت کے لئے شرع میں مستحسن نہیں۔ چنانچہ مجمع البحار میں ہے۔

"خَیْرُ الصَّدَقَۃِ مَا کَانَ عَنْ ظَھْرِ غِنًی"۔

یعنی اچھا صدقہ وہ ہے جو فراغت کی حالت میں دیا جائے۔

وَالصَّدَقَۃُ کَامِلَۃٌ عَنْ ظَھْرِ غِنًی وَالَّا رُدَّ عَلَیْہِ اَیِ الشَّیْئُ الْمُتَصَدَّقُ بِہٖ غَیْرُ مَقْبُوْلٍ لِاَنَّ قَضَاءَ الدَّیْنِ وَاجِبٌ۔

یعنی صدقہ کامل وہی ہوتا ہے جو فراغت اور آسودہ حالی میں دے اور جو بغیر اس حالت کے دے گا وہ رد ہے اس پر یعنی قبول نہ ہوگا اس واسطے کہ قرض کا ادا کرنا اس پر واجب تھا۔ اس نے واجب کو چھوڑ کر صدقہ نافلہ کیوں دیا۔

مسئلہ قرض یا ادھار لے کر صدقہ کرنا نہایت ہی قبیح اور مذموم ہے بلکہ نادار اور مفلس آدمی کو لازم ہے کہ وہ صرف سورۃ فاتحہ یا چند سورتیں پڑھ کر میت کی روح کو بخش دے یہ نہایت ہی بہتر طریق اور فائدہ مند ہے۔

سراج المنیر میں ہے او یستحب ان یتصدق عن المیت بعد موتہ سبعۃ ایام

مستحب یہ ہے کہ میت کا صدقہ سات دن تک دیا جائے
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی
میں لکھا ہے "آنانِ عالم وصدقات وفاتحہ وتلاوت
قرآن دراں بجتعہ کہ مدفون اوست
واقع شود بہ سہولت نافع شود"
اس عالم دنیا کے خیرات وصدقات وتلاوت وفاتحہ اگر میت
کے مدفن کے قریب ہو تو سہولت کے ساتھ نافع ہو گی۔

سوال :- قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
مسلم بزرگ ہیں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید
اور مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ خلفاء سے
ہیں انہی قاضی پانی پتی نے اپنے تیجہ ودسویں سے منع کیا۔

جواب قاضی پانی پتی کا اپنے تیجہ ودسویں
سے منع فرمانا درست ہے وہ فرماتے
ہیں رسوم دنیاوی جو تیجہ وغیرہ
ہے وہ نہ کریں رسوم دنیا کیا ہے عورتوں کا تیجہ وغیرہ میں جمع ہو کر
رونا پیٹنا نوحہ کرنا وہ واقعی حرام ہے اسی لئے فرماتے ہیں
کہ تین دن سے زیادہ ماتم کرنا جائز نہیں۔ اس جگہ ایصالِ ثواب
اور فاتحہ کرنے کا ذکر نہیں جس کا مقصد یہ ہوا کہ تیجہ وغیرہ میں
ماتم نہ کریں اور ماتم سے بھی وہی ماتم (نوحہ) مراد ہے جہاں میت
کے لئے نوحہ کرنے والی عورتیں مزدوری کے طور پہ بلوائی جائیں اور
ان کے لئے طعام پکایا جائے ایسے طعام کو ہر فقیہ اور ہر سنی ناجائز
سمجھتا ہے اگر یہ مراد نہ ہو تو قاضی صاحب کے استاذِ محترم
کے تیجہ کا کیا جواب ہو گا یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

صاحب جنہیں مخالفین اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرتے ہیں انکا تیجا ہوا جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے ملفوظات صث میں اسطرح فرمایا ہے کہ تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر تھا قرآن پاک کے ۸۱ ختم شمار میں آئے اور اس سے زیادہ بھی ہونگے ۔ اور کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں ۔

فائدہ

فقہائے کرام نے میت کے گھر کے کھانے اور دعوت کو بالاتفاق ناجائز قرار دیا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں علامہ ابن ہمام کا فتویٰ (فتح القدیر) میں علامہ قہستانی کا فتویٰ جامع الرموز میں حضرت ملا علی قاری کا فتویٰ مرقات میں علامہ طاہر بن احمد حنفی کا فتویٰ، خلاصۃ الفتاویٰ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فتویٰ مدارج النبوت میں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فتویٰ احکام شریعت میں درج ہے کہ یہ دعوت نہ تیسرے روز تیجا میں جائز ہے اور نہ ساتویں دن اور نہ چالیسویں میں اس کی وجوہات یہ ہیں ۔

نمبر۱ دعوت خوشی میں ہوتی ہے غمی میں نہیں ۔

نمبر۲ دعوت بالعموم دکھلاوے کیلئے ہوتی ہے یا ضد بازی کیجاتی ہے۔

نمبر۳ بعض جگہ تیجہ شریف میں یتیموں کے مال سے ہوتا ہے

پس فقہائے کرام نے ان وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل میت کے کھانے اور دعوت کو ناجائز اور مکروہ قرار دیا ہے اس سے بعض کم عقلوں نے یہ سمجھ لیا کہ چونکہ میت کے گھر کی دعوت جائز نہیں لہٰذا ہر خیرات ہی سرے سے ناجائز اور منع ہے حالانکہ یہ ان کی ایک صریحی طور پر جہالت وحماقت ہے فقہائے کرام نے صرف دعوت کو مکروہ اور ناجائز قرار دیا ہے مطلق خیرات کو نہ مکروہ کہا ہے اور نہ ہی اس سے منع کیا ہے ۔

نامعلوم مخالفین کے عقول وفہوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ خیرات اور چیز ہے اور اس میں دعوت کرنا اور چیز اور فقہائے کرام نے دعوت سے منع کیا ہے خیرات سے منع نہیں کیا اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فتویٰ بھی اس بات پر مبنی ہے کہ میت کے گھر کی دعوت اور کھانے وغیرہ ناجائز ہیں مطلق خیرات ناجائز نہیں دیکھئے عید والے روز لوگ کہیں جوا کھیلتے ہیں اور کہیں سینما دیکھتے ہیں کہیں ناچ تماشہ دیکھتے ہیں اور کہیں کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چونکہ اس دن خلاف شرع کام ہوتے ہیں لہٰذا سرے سے عید کا منانا ہی حرام ہے جو جس طرح اس کی یہ جہالت ہے اسی طرح اگر کوئی خیرات میت کو محض اس لیئے ناجائز کہتا ہے کہ اس میں دعوت وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے جو شریعت نے خوشی میں رکھی ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔

نوحہ کرنیوالی عورتیں

خلاصہ

بحث وہی ہے جو فقیر نے بار بار عرض کیا ہے میت کے گھر کا وہ طعام مکروہ ہے جو شادی وبیاہ کی طرح اقرباء احباب جمع ہو کر اہل میت کا مال اڑائیں۔ اور وہ اسے مہمانی یا دعوتِ برادری کے طور پر کھائیں یہ مکروہ ہے یا اہل میت میں کوئی غیر بالغ کے مال کی ملاوٹ ہے یا جاہلیت کے دور کی رسم کی طرح عورتیں بین کرنے کے لیے بلوائی جائیں جیسے بعض علاقوں میں اب بھی یہ عادت ہے کہ میت پر رونے کی ماہر عورتوں کو بلا کر ان سے میت کی اچھی عادات اور نیکیاں اور محاسن سنتے ہیں اور وہ عورتیں خصوصیت سے بین کرنے میں ماہر ہوتی ہیں ان

کے لیے مہمانی یا دعوت وغیرہ کے طور پر طعام پکانا مکروہ ہے ہم بھی ایسے مکروہ سمجھتے ہیں اور اسے ہر طرح سے رو کنے کی جدوجہد کرتے ہیں امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا رسالہ "جلی الصوت" کا موضوع بھی یہی ہے جسے مخالفین نے اہلسنت عوام کو غلط طور مشہور کیا کہ فاضل بریلوی بھی میت کے گھر کے طعام کو حرام کہتے ہیں (معاذاللہ)

مسئلہ عام رونے والی عورتوں کے لیے یہ فتویٰ عام نہ ہوگا اس لئے کہ گھر یا گر عام عورتیں فطری طور پر روئیں دھوئیں تو بھی وہ نوحہ گر نہ ہونگی۔ عام دوسرے لوگوں کے حکم میں شامل ہونگی اس لیے اگر وہ اہلِ میت کے گھر سے خیرات یعنی ایصالِ ثواب کا طعام کھائیں تو جائز ہوگا۔ کیونکہ ایسی عورتوں کو حضور علیہ السلام نے نوحہ گر عورتوں سے مستثنیٰ فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب زینب بنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا عورتیں جمع ہوئیں حضرت عمر نے احباب کو رونے سے منع کیا اور اجنبی عورتوں کو چاہا کہ مار کے نکال دیں آپ نے حضرت عمر کو اس فعل سے منع فرمایا اور ارشاد کیا دَعْهُنَّ فَاِنَّ الْعَیْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبَ مُصَابٌ وَالْعَهْدَ قَرِیْبٌ۔ یعنی ان کو چھوڑ دو اس لئے کہ آنکھ سے بالطبع آنسو ٹپکتا ہے اور قلب کو مصیبت پہنچتی ہے اور واقعہ ابھی ہوا ہے صبر نہایت دشوار ہے چنانچہ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے پھر اس قسم کی رونے والی عورتوں کو جب نائحہ نہیں کہتے تو ان کو کھانا دینا جائز ہے شرح برزخ میں لکھا ہے دَلَّ الْحَدِیْثُ عَلٰی اَنَّہٗ یُکْرَہُ لِاَهْلِ الْمُصَابِ

اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ عَلٰی سَبِیْلِ الضِّیَافَتِ یعنی دلالت کی حدیث نے اس امر پر کہ لطورِ ضیافت کے اہلِ مصیبت سے کھانا کھانا مکروہ ہے اسی کتاب کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

وَتَبَیَّنَ اَنَّہٗ لَا یُکْرَہُ لِاَھْلِ الْمُصِیْبَۃِ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ لِلْفُقَرَاءِ وَلَا یُکْرَہُ لَھُمُ الْاَکْلُ مِنْ ذَالِکَ ظاہر ہوا کہ اہلِ مصیبت کو یہ مکروہ نہیں ہے فقراء کو کھانا کھلائیں اور ان کو اس کھانے کا کھانا بھی مکروہ نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ فقہائے کرام کے نزدیک اہلِ مصیبت میں ضیافت کے طور پر کھانا کھلانا مکروہ ہے اگر ایصالِ ثواب کے لئے ہو تو مستحب ہے بلکہ اس کا ایصال الاستحباب فعلِ صحابہ و تابعین سے ثابت ہے کہ سات روز تک اس کو مستحب جانتے تھے علامہ زاہدی نے حاوی میں لکھا ہے شرط یُکْرَہُ الْوَلِیْمَۃُ عَلَی الْمَیِّتِ قَبْلَ اَنْ یُغْسَلَ اِجْمَاعًا وَعَنْ مُحَمَّدٍ یَجُوْزُ بَعْدَ الدَّفْنِ وَقَالَ مَالِکٌ یُکْرَہُ قَبْلَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ وَالْفَتْوٰی عَلٰی قَوْلِ مُحَمَّدٍ یعنی شرح طحاوی میں ہے کہ مکروہ ہے وہ ضیافت میت پر قبل غسل دینے کے اجماعاً اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جائز ہے بعد دفن کے اور کہا مالک نے مکروہ ہے قبل تین دن کے اور فتویٰ قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہے دیکھو طحاوی نے امام محمد کے قول کو مفتی بہ لکھا ہے جس سے پیدا ہوتا ہے کہ بعد دفن کے ضیافت جائز ہے

مدعیان حنفیت اور عمل بالحدیث کے دعویداروں کو چیلنج

ضیافت و دعوت ہر جگہ فقہائے عظام و محدثین کرام لکھتے ہیں اور

اور لکھتے چلے آئے لیکن وہ ضیافت جس میں شادی بیاہ کے طور طریقے ہوں جو آج بھی بعض علاقوں میں جاہلوں میں مروج ہیں ہاں بطور سنت اور ایصال ثواب ہو تو یہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول فرمائی ۔ جسے فقیر نے پہلے ہی تفصیل سے لکھ دیا ہے اور اسی سے محدثین نے بھی میری طرح استدلال فرمایا چنانچہ آئندہ اوراق میں ان کی عبارات عرض کروں گا ۔ اس سے عمل بالحدیث کے دعویداروں سے جواب کا انتظار ہے کہ اگر اہل میت کے گھر کا طعام کھانا مطلقاً حرام ہے تو نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل میت کی دعوت پر مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کیوں تشریف لے گئے اور مدعیان حنفیت سے بھی جواب چاہیئے کہ طحاوی شریف میں مفتی بہ قول یہی بتایا کہ جب مانع نہ ہو تو اہل میت کے گھر کا طعام مکروہ نہیں

سوال :- عاصم بن کلیب کی حدیث شریف واقعہ حال ہے یا سبب حصول کا احتمال رکھتی ہے دو حدیثوں میں مخالفت ہے ۔

جواب :- دونوں حدیثوں سے بعینہ امام محمد کا قول ثابت ہوتا ہے اگر مخالفت ہے تو امام محمد کا قول جب مفتی بہ ٹھہرا اور اس پر صحیح حدیث کی دلیل پائی گئی تو جو حدیث اس کے مخالف پائی گئی اس کی تاویل کرنی اہم ہے نیز شافعیہ و حنابلہ کا اس سے استدلال کرنا حنفیہ پر حجت نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے کہ واقعہ حال ہونے سے عموم کی نفی نہیں ہو سکتی ۔ اور صرف احتمال سبب خاص کا قابل لحاظ نہیں ہو سکتا ۔ جب تک سبب خاص کا ثبوت پیش نہ کیا جائے ۔ بہرحال اصحاب مذہب کے اقوال جو ظاہراً مخالف

نظر آتے ہیں۔ ملا علی قاری نے ان کو ایک نوع خاص سے مقید کیا ہے چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں عاصم بن کلیب کی حدیث کے تحت جو باب المعجزات میں لکھا ہے کہ "ھذا الحدیث بظاہرہ یرد علی ما قررہ اصحاب مذہبنا من انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول اوالثالث او بعد الاسبوع کما فی البزازیۃ وذکر فی الخلاصۃ انہ لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام وقال الزیلعی ولا باس فی الجلوس للمصیبۃ الی ثلاث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والاطعمۃ من اہل المیت قال ابن الہمام یکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل المیت والکل عللوہ بانہ شرع فی السرور لا فی الشرور قال وھی بدعۃ مستقبحۃ روی الامام احمد وابن ماجۃ باسناد صحیح عن جریر بن عبداللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ انتھی فینبغی ان یقید کلامھم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء اہل بیت المیت فیطعمونھم کرھا او یحمل علی کون بعض الورثۃ صغیرا او غائبا اولم یعرف رضاءہ اولم یکن الطعام من عند احد معین من مال المیت قبل قسمتہ ونحو ذالک وعلیہ یحمل قول قاضی خان یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانھا ایام تاسف فلا یلیق بھا ما یکون

لِلسُّرُورِ وَاِنْ اتَّخَذَ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا وَاَمَّا الْوَصِيَّةُ بِاِتِّخَاذِ الطَّعَامِ بَعْدَ مَوْتِهٖ لِيُطْعَمَ النَّاسُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَبَاطِلَةٌ عَلَى الْاَصَحِّ وَقِيْلَ يَجُوْزُ ذَالِكَ مِنَ الثُّلُثِ وَهُوَ الْاَظْهَرُ۔

یہ حدیث ظاہراً رد کرتی ہے اس مسئلہ کو جسے ہمارے اصحاب مذہب نے لکھا ہے اور یہ کہ پہلے دن یا تیسرے دن یا بعد ہفتہ کے کھانا کھلانا مکروہ ہے چنانچہ بزازیہ میں ہے' اور خلاصہ میں ہے کہ مباح نہیں تین دن تک زیلعی نے کہا کہ تین دن تک مصیبت کے لئے بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ کسی ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جاوے ابن الہمام نے لکھا ہے کہ مکروہ ہے ضیافت کرنا اہل میت کا اور سبب اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مشروع ہے سرور میں نہ موت میں ابن ہمام نے فرمایا کہ وہ بدعت سیئہ ہے روایت کی امام احمد اور ابن ماجہ نے باسنادِ حسن جریر بن عبد اللہ سے کہا کہ ہم لوگ شمار کرتے تھے مجتمع ہونے کو اہل میت کے پاس اور ان کے کھانے کو نوحہ سے پس مناسب یہ ہے کہ مقید کیا جاوے ان کا کلام ایک نوع خاص سے یعنی یہ کہا جائے کہ وہ ایسا اجتماع ہو جس سے اہل میت کو غیرت ہو جس سے وہ مجبوری سے ان کو کھانا کھلاویں یا اس بات پر حمل کیا جائے کہ بعض ورثہ صغیر یا غائب ہوں یا ان کی رضامندی معلوم نہ ہو یا کھانا کسی معین شخص کی طرف سے نہ ہو جو مال میت سے سرور میں کئے جاتے ہیں اگر فقراء کے لئے کھانا پکائیں تو بہتر ہے اس امر کی وصیت کہ تین دن تک لوگوں کو کھانا کھلایا جائے یا باطل ہے علی الاصح بعض لکھتے ہیں یہ جائز ہے ثلث مال سے یہ اظہر ہے فتاویٰ شامی میں شارح منیہ کے کلام کی بعد

تقیید کی ہے رد المختار میں ہے وَلَا سِیَّمَا اِذَا کَانَ فِی الْوَرَثَۃِ صِغَارٌ اَوْ غَائِبٌ۔
خصوصاً جب وارثوں میں کم عمر اور غائب ہوں اور صاحب معراج الدرایہ نے یہ کھانا تیار کرنا وغیرہ جو جو امور کہ فتاویٰ بزازیہ کی عبارت میں مذکور ہوئے ان کی علت کراہت کو ریاء و سمع قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔ وَهٰذِهِ الْاَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيُحْتَرَزُ عَنْهَا لِاَنَّهُمْ لَا يُرِيدُونَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى۔
یہ تمام افعال سمعہ و ریاء ہوتے ہیں ان سے احتراز کرنا چاہیئے اس لئے کہ لوگ ان سے خلوص کی نیت نہیں رکھتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہی افعال بدونِ ریاء و سمعہ کے ہوں تو جائز ہیں اگر ریاء سے کسی فعل میں حرمت یا کراہت پائی جاتی تو خوامخواہ اس وقت وہ جائز خیال کیا جائے گا جب ریاء سے خالی ہو فتاویٰ عالمگیری میں تاتارخانی سے منقول ہے يَتَصَدَّقُ الْوَلِيُّ بِنِيَّةِ الْمَيِّتِ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَاِنْ زَادَ فَمَا اَحْسَنَهُ وَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَاِنْ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔ ولی میت کو چاہیئے کہ روز فوت سے سات دن تک صدقہ دے اگر زیادہ ایام تک دیا ہے بہتر ہے اگر مقدور نہ ہو تین دن تک دے سنت یہ ہے کہ حسب مقدور وفات کی اول شب گزرنے کے قبل صدقہ دے اگر بالکل بے مقدور ہو تو چاہیئے کہ دو رکعت نماز ادا کرے۔ بحر الرائق میں ہے مَنْ صَامَ اَوْ صَلّٰى اَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهُ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْاَحْيَاءِ

وَالاَمْوَاتِ یَصِلُ ثَوَابُهٗ اِلَیْهِمْ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ کَذَا فِی الْبَدَائِعِ کسی نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب زندہ یا مردہ کو بخشا تو یہ ثواب اہل سنت وجماعت کے مذہب میں مردے کو پہنچتا ہے ایسا ہی ہے بدائع میں شرح برزخ میں ہے "روح المیت یرخص لہ فی کل لیلۃ فیجیٔ بیتہ الی سبعۃ ایام ثم یاتی فی الاوقات انما منلتہ میت کی روح کو رخصت ہوتی ہے کہ وہ ہر شب اپنے گھر آتی ہے تا سات دن پھر مقدس دنوں میں انہیں گھروں کی اجازت ملتی ہے شرح برزخ میں ہے" ینبغی ان یواظب علی الصدقۃ للمیت الی سبعۃ ایام وقیل الی اربعین فان المیت یشوق الی بیتہ" میت کی موت سے سات دنوں تک صدقہ دینا مستحب ہے اور بعض نے چالیس دن تک کہا اس لئے میت ان دنوں میں اپنے گھروں کی طرف آتے جاتے اور شوق رکھتے ہیں۔ الفاخرہ فی تذکرۃ الاموراالآخرہ"

میں ہے۔ یکرہ لاہل المیت اتخاذ الطعام للاقرباء والاغنیاء الی ثلاثۃ ایام فیکرہ لہم اکلہا اما بعد ثلاثۃ ایام فاتخاذ الطعام لا یکرہ الروح المیت ولا لاہل الضیافۃ ولا یکرہ الاکل منہ لا الغنی ولا الفقیر یہدی علیہ او یرسل الیہ۔ شرح اوراد میں ہے

"لو تصدق علی المیت او دعا لہ بعث اللہ الی المیت ذلک علی طبق من نور۔

البشرہ الا النیر میں ہے :-

"و یستحب ان یتصدق عن المیت بعد موتہ سبعۃ ایام"

اور حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ

"و آثار ایں عالم و صدقات و فاتحہ و تلاوت، در آں بقعہ مدفن او سط او نافع شود بہ سہولت نافع میتو"

سوال فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ میت کے لئے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے اور فقیہ ابو اللیث لکھتے ہیں مکروہ نہیں ہے تحقیق مزید ہے

اگر گھر وغیرہ میں ہو تو مکروہ نہیں ہے اور افضل ہے یہ کام نہ ہو

جواب جب فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے جائز کہا ہے اور اس دعوے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل پر استدلال کیا ہے تو اس کے جواز میں کسی طرح کا شبہ نہیں بستان ابو اللیث سمرقندی میں ہے

"لَا بَأْسَ لِاَهْلِ الْمُصِيْبَةِ اَنْ يَّجْلِسُوْا فِي الْبَيْتِ اَوْ فِي الْمَسْجِدِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَالنَّاسُ يَاْتُوْنَهُمْ وَيُعَزُّوْنَهُمْ وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَمَّا بَلَغَهٗ خَبَرُ قَتْلِ جَعْفَرِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ يَاْتُوْنَهٗ وَيُعَزُّوْنَهٗ" اس میں مضائقہ نہیں ہے کہ اہل مصیبت کے گھر میں بیٹھیں یعنی تین دن تک بیٹھیں اور لوگ آکر ان کی تعزیت کریں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے

مروی ہے کہ جب آپ کو خبر شہادت جعفر بن ابی طالب و زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ کی پہنچی تو آپ مسجد میں بیٹھے لوگ آ کر تعزیت کرتے تھے ردّ المحتار میں ہے کہ آپ کو بیٹھنے سے تعزیت مقصود نہ تھی مگر صاحب ردّ المحتار نے اس پر کوئی دلیل نہیں دی صاحب ردالمحتار نے امداد سے نقل کیا ہے کہ متاخرین سے اکثر ائمہ کا یہ قول ہے کہ صاحب میت کے پاس اجتماع مکروہ ہے اور اس کو اپنے گھر میں بٹھانا مکروہ ہے تاکہ لوگ تعزیت کے لیے آئیں بلکہ دفن کے بعد لوگوں کو چاہیئے کہ متفرق ہو جائیں اور اپنے کاموں کو لگ جائیں۔ صاحب میت خود کہہ دے پھر صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں کہ کراہت اہل میت کی مسجد میں بیٹھنے سے ہے اور قرآن پڑھنے سے اور بعد فراغ کے کھڑے ہونے اور لوگوں کے تعزیت کرنے سے ہے جیسا کہ دستور ہے زائل نہیں ہوتی اس لئے کہ اس جلوس سے تعزیت مقصود ہوتی ہے قرآن کا پڑھنا مقصود نہیں ہوتا میرے خیال میں فقیہ ابو اللیث کی تحریر جو متمسک بالحدیث ہو نہایت صحیح اور قابل عمل ہے۔

سوال ۷: عوام اہلسنت میں رواج ہے کہ جب کسی کو کسی بزرگ یا کسی اور میت کے لیے شیرینی کا یا کھانے وغیرہ کا ثواب پہنچانا منظور ہوتا ہے تو پہلے اکثر امیروں کو اور اکثر اپنی برادری کے لوگوں کو بلا کر وہ کھانا اور شیرینی ان کے روبرو رکھ دیتے ہیں۔ پھر گھڑی دو گھڑی تک یا کم و بیش اس کھانے اور شیرینی پر فاتحہ پڑھتے ہیں بعد اس کے وہ کھانا وغیرہ ان لوگوں کو کھلاتے ہیں یعنی جب تک کہ فاتحہ مذکور عمل میں نہ آئے اس وقت تک وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ کسی کو دینا اور کھلانا یا اس میں کسی طور پر تصرف کرنا روا نہیں

جانتے اور یہ بات اور عادت سلف اور حدیثوں اور روایتوں کے صریح خلاف ہے مناسب ہے کہ جو کھانا کسی کے ثواب پہنچانے کے لیے پکاویں تو فقیروں اور محتاجوں کو کھلا کر پھر ثواب اس کا مردہ کی روح کو پہنچائیں اور چاہیں تو الحمدللہ و قل ہو اللہ پڑھ کر اس کھانا کھلائے ہوئے کا اور ان سورتوں وغیرہ سب کا ثواب اکٹھا بخش دیں راہِ نجات میں لکھا ہے کہ جس کسی کو ثواب پہنچانا منظور ہو کھانا یا نی محتاجوں کو دے کر ثواب اس کا مردہ کی روح کو بخش دیں زیادہ بکھیڑا بیوقوفی ہے۔

جواب

تمہارا یہ مشورہ غلط بلکہ مردہ دشمنی کا بیّن ثبوت ہے۔ کیونکہ اصل مدعا ہے میت کو قبر میں فائدہ پہنچانا اگر کوئی اس کے فائدہ کے لیے جائز طریقہ سے ایصالِ ثواب کی نیت سے خیرات کرتا ہے تو ممانعت کیوں ورنہ اگر خرچ کرتے ہیں یہ انکا نہیں یہ طریقہ صدیوں سے چلا آرہا ہے اسے روکنے کا کیا معنی ؟۔

اسماعیل دہلوی کی گواہی

"صراطِ مستقیم" فارسی میں ہے کہ

ہر ہمیں قیاس باید کرد سائر عبادات راپس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود ثوابِ آں بروح کسی از گزشتگان برساند و طریق رسانیدن دعائے خیر بجانب الٰہی ست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است اگر آں کس کہ ثواب بروحش میرسانند از اہل حقوق است بمقدارِ حق وی خوبی رسانیدن ایں ثواب زیادہ تر خواہد شد پس در خوبی

این قدر امراز امور موسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست دوسرے مقام پر ہے نہ پندارند کہ نفع رسانیدن اموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر و افضل و او را مقید برسم نباید شد بے تعین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بہ عمل آرد و ہر گاہ ایصال نفع بہ میت منظور دارد موقوف براطعام نہ گزارد اگر میسر باشد بہتر و الا صرف ثواب سورت فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہا ست"

"اسی پر قیاس ہو اس دعوت کا جو کسی مردے کو ایصالِ ثواب کی خاطر طعام پکا کر کھلایا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر یہ طریقہ بہتر و مستحسن ہے اگر کوئی اہل حقوق میں سے کوئی میت کو ثواب پہنچائے تو میت کو تو ثواب پہنچے گا ہی اور خیرات کرنے والے کو بھی ثواب ہوگا اسے لوگ فاتحہ و عرس و نذر نیاز اہل اموات کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے جواز میں شک و شبہ نہیں الحمد للہ منکرین کا پیشوا بھی وہی کہتا ہے جو ہم اہلسنت کہتے ہیں

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

آپ سے سوال ہوا کہ

"اکثر ہند پاکستان کے شہروں دیہاتوں اور بلاد ہندیہ میں رسم ہے کہ میت کے روزِ وفات سے اس کے اعزہ و اقارب و احباب کی مستورات اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اس اہتمام کے ساتھ جو شادیوں میں کیا جاتا ہے پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں اس مدت اقامت میں عورات کے کھانے پینے پان چھالیا کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس

کے باعث ایک تو صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں کہ اگر اس وقت ان کا ہاتھ خالی ہو تو کسی ضرورت سے قرض لیتے ہیں یوں نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے کیا؟" کہا آپ نے اس کے جواب میں

"سبحان اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے جائز ہے کیا بلکہ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے اولاً خود یہ دعوت ناجائز و بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے اس کے بعد آپ نے ایسے طعام میت کی قباحت و جہیں احادیث وفقہ سے واضح کیں جن کی فقیر وضاحت کر چکا ہے اور وہ جواز کی صورتیں بھی لکھیں جنہیں فقیر نے ابتداء میں تحریر کیا مثلاً امام بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کریں یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ و راضی ہونگے انہی غلط طریقوں کی وجوہ کے پیش نظر اسی رسالہ جلی الصوت ص۳ میں لکھتے ہیں۔

"یعنی میت کے پہلے یا تیسرے یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کئے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے اسی کتاب کے ص۴ میں لکھتے ہیں اس دعوت کا کھانا بھی منع ہے اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں غالباً ورثہ میں کوئی یتیم اور نابالغ اولاد ہوتی ہے یا بعض وارث موجود نہیں ہوتے نہ ان سے اس کی اجازت لی جاتی ہے جب تو امر سخت حرام شدید پر متضمن ہوتا ہے اگر ان میں کوئی یتیم ہو تو آفت سخت تر ہے

پھر فرمایا کہ جب میت کی میراث تقسیم نہیں کی گئی یا تقسیم تو کی گئی مگر اس میں یتیم بچے ہیں اس مشترکہ مال سے خیرات یا ختم دلانا سخت گناہ ہے اور اس کا مصرف حرام ہے علامہ علی قاری لکھتے ہیں کہ اکثر کتب فقہ میں لکھا ہے جو حرام مال سے ثواب کی امید رکھے وہ کفر کے قریب ہو جاتا ہے (شرح فقہ اکبر ص۱۷) دوسری جگہ میں لکھتے ہیں اگر فقیر نے مال حرام کو جانتے ہوئے دعا کی اور کھلانے والے نے آمین کہی دونوں کفر کے قریب ہو گئے جو مالِ حرام پر بسم اللہ پڑھے وہ بعض فقہا کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے (شرح فقہ اکبر ص۱۹۷)

سنی ہوشیار

اہلسنت جہاں ایصالِ ثواب کے امور میں دلچسپی لیتے ہیں انہیں بڑھ کر ان امور میں دلچسپی لینی چاہیئے

جو جاہلوں میں مروج ہیں فقیر امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کی ہدایت ان کے فتاوی سے درج کرتا ہے تاکہ ہوشیار سنی ان پر خود بھی پابندی کرائے اور اپنے اثر و رسوخ سے دوسرے عوام ۔ جہال کو بھی پابند کر سکے۔

گورستان میں طعام

مردہ کے ساتھ مٹھائی یا روٹی گورستان میں لے جانا علماء کرام نے منع فرمایا ہے مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے ہیں۔ الملفوظ ج ۳ ص۱۸،۱۷ ۔

فائدہ

ہاں طعام مٹھائی وغیرہ کی تقسیم گورستان سے کہیں باہر علیحدہ جگہ پر ہو تو کوئی حرج نہیں ۔

دعوت وضیافت

اہل میت سے دعوت و ضیافت قبیح ہے ہاں اہل میت جو طعام ایصالِ ثواب کی نیت سے پکائیں اور وہ صاحب ثروت ہوں اور خوشی اور رضا سے ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس مال میں بیوہ اور یتیم کا حصہ نہ ہو اسکی بہتر صورت یہ ہے کہ اہلِ میت میں بالغ مرد کوئی ایک یا ملکر یا میت کا کوئی عزیز خواہ اپنی طرف سے طعام پکا کر ایصالِ ثواب کے طور پر عوام کو کھلائے تو بہتر ہے۔

بین کرنیوالی عورتیں

جاہلیت کے دور کی طرح اب بھی بعض علاقوں میں بین کرنے والی عورتوں کو بلا کر میت کے متعلق بین سنتے ہیں ان کے لئے طعام پکانے کے علاوہ انہیں اس کام کے لیے لئے بلانا بھی سخت ہے نہ صرف گناہ بلکہ میت پر بھی عذاب ہوگا اگر وہ مرنے سے پہلے ایسے فعل سے راضی تھا۔

نمود وریاء

محض ناموری اور مشہوری کے لئے طعام پکانا، اپنی طاقت سے باہر ہو کر کھانا پکانا اور ایسے طعام کے لیے قرضہ لینا ناجائز اور حرام ہے محض ایصالِ ثواب کا ارادہ ہو تو حسب استطاعت خرچ کرے ورنہ صرف چند بار سورۃ اخلاص اور کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب بخشنا بھی کافی ہوگا۔

امیر وغریب

دراصل میت کا کھانا غرباء و مساکین کے لئے ہو لیکن افسوس بعض مقامات پر

غرباء یا مساکین کو تو برائے نام یا سرے سے ملتا ہی نہیں امراء احباب خوب چین اڑاتے ہیں۔ ایسا کرنا بھی ناجائز ہے ہاں غرباء و مساکین کے طفیل امراء کھالیں تو حرج نہیں لیکن بعض مقامات پر معاملہ برعکس ہے۔

انتباہ: میت کا طعام دل کو مردہ کرتا ہے اس لیے کہ جو اس طعام کے کھانے کی تاک میں رہتا ہے ورنہ یہ حکم عام نہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرام اور ائمہ عظام و مشائخ کرام و علمائے کرام سے ثابت ہے

بری رسم کا خاتمہ

بعض لوگوں میں یہ رسم بھی ہے کہ شادی بیاہ کی طرح سوم یا چہلم پر کچھ نقد رقم دیتے ہیں پھر جب ان کا کوئی مرتا ہے تو جتنا دے آئے تھے یہ مطالبہ کرتے ہیں یہ حرام سراسر حرام ہے ہاں اگر بطور معاونت جتنا چاہے دے لیکن اس کے مطالبہ کا ارادہ نہ ہو تو جائز ہے لیکن ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں

وہابیوں اور دیوبندیوں کے مکروفریب سے بچو!

وہابی دیوبندی اہلسنت کے دلائل و مسائل سے ہٹ کر عوام کی غلط کاریوں سے استدلال کر کے حقیقت کو مسخ کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اسی لئے اہل اسلام کو چاہیئے کہ نفس مسئلہ کی حقیقت پر نظر رکھیں عوام کی غلط کاریاں کس شعبے میں نہیں ہوتیں عوام کی غلط کاریوں کو سامنے رکھ کر حقیقت کو نہ بھولنا چاہیئے۔ طعام میت میں جتنی عوام میں

خرابیاں ہیں انہیں دور کرنے کی کوشش کیجئے اور ایصالِ ثواب کے جتنے جائز طریقے شرع کے اصول پر ہیں ان پر عمل کر کے اپنے مسلمان مردے کی قبر کو جنت کا گھر بنوائیے

وما علینا الا البلاغ

خلاصۃ البحث میت کو بعد وفات جتنا خیرات وصدقات کا ثواب بخشا جائے کم ہے اور بالخصوص جمعراتوں اور مقدس وبابرکت راتوں میں اور زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس سے اموات کو قبر میں آرام وراحت نصیب ہوتی ہے اگر (معاذ اللہ) کسی جرم میں مبتلائے عذاب ہے تو اسے نجات نصیب ہوتی ہے یہی اہلسنت کا مذہب ہے پہلے زمانہ میں معتزلہ منکر تھے اب دیوبندی وہابی معتزلہ کے مذہب کے پیروکار رہیں

احادیث اطعام الطعام برائے اہلِ قبور

① عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ بِنِيَّةِ الْمَيِّتِ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّحْمِلَ فِیْ قَبْرِهٖ مَعَ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ فِیْ اَيْدِیْ كُلِّ مَلَكٍ نُوْرٌ فَيَحْمِلُوْنَ اِلٰى قَبْرِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِیَّ اللّٰهِ هٰذِهٖ هَدِيَّةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِلَيْكَ قَالَ فَيَسْلَامُ قَبْرُهٗ وَ

اَعْطَاهُ اللّٰهُ اَلْفَ مَدِيْنَةٍ فِي الْجَنَّةِ وَزَوَّجَهٗ اَلْفَ حَوْرَاءَ وَاَلْبَسَهٗ اَلْفَ حُلَّةٍ وَقَضٰى اَلْفَ حَاجَةٍ (کفایۂ شعبی)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی شخص کسی میت کی نیت سے صدقہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے کہ اس کی قبر کے پاس ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے جا اس طور پر کہ سب کے ہاتھ میں نور ہو یہ فرشتے اس صدقہ کو اس مردے کی قبر کے پاس لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں تجھ پر سلامتی ہو اے اللہ کے ولی فلاں شخص نے جو فلاں شخص کا بیٹا ہے یہ تحفہ تمہارے پاس بھیجا ہے اس سے اس کی قبر روشن ہو جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ ہزار شہر اس کو بہشت میں دیتا ہے ہزار حور سے شادی کر دیتا ہے اور ہزار حلہ پہناتا ہے اور ہزار حاجت بر لاتا ہے۔

فائدہ

یہ بات باری تعالےٰ کی وسعتِ رحمت کی دلیل ہے اگر وہ پیاسے کتے کو پانی پلانے والے کو بہشت دے دیتا ہے تو میت کو قرآن وخیرات و دعا سے بخش دے تو اس سے کون پوچھ سکتا ہے لیکن جو اپنے مردہ کو بخشوانا ہی نہیں چاہتا وہ معذور ہے ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں۔

(۲) شرح اوراد میں ہے۔

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْتِيْ عَلَى الْمَيِّتِ لَيْلَةٌ اَشَدُّ مِنَ اللَّيْلَةِ

الاولٰی فارحموا الموتا کم بشئی من الصدقۃ (التبرہ ص ۵۳)

③ عن مریم بنت فروہ ان عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ ما حضرتہ الوفاۃ قال اذا انا مت فشدّوا علٰی بطنی عمامۃ فاذا رجعتم فانحروا واطعموا (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

④ قال طاؤس رضی اللہ عنہ ان الموتٰی یفتنون فی قبورھم سبعًا فکانو یستحبون ان یطعم عنھم تلک الایام قال احمد فی الزھد حدثنا ہاشم بن القاسم ثنا الاشجعی عن سفیان عن طاؤس۔

(رواہ التمیمی فی مجمع الزوائد وابن حجر عسقلانی شارح بخاری فی المطالب العالیہ) ورواہ ابونعیم فی الحلیہ)

تحقیق اویسی

① مذکورہ بالا روایات کو ایسے محدثین نے روایات کیا اور ایسے مصنفین نے اپنی تصانیف میں نقل کیا کہ جن کے صرف اسماء گرامی سند حدیث کے لیے سند کافی ہیں۔ مثلا ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اور ابونعیم رحمتہم اللہ ان کے علاوہ ائمہ حدیث نے روایات مذکورہ بالخصوص حوالہ کر حدیث کی تصحیح کی ہے جنہیں کتب احادیث کا مطالعہ نصیب ہے انہیں انکار کی گنجائش نہیں ہے اور جاہلوں اور مطالعہ سے عاری مولویوں کا اعتبار نہیں۔

(۲) کا نوا یستحبون یعنی وہ مردے کے لیئے طعام کھلانے کو مستحب خیال کرتے ہیں کا نوا۔ کی ضمیر صحابہ کرام کی طرف راجع ہے یا تابعین کی طرف دونوں طرح ہمارے موقف کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔

(۳) امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ جیسے محقق محدث اپنے رسالہ "طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا" میں دلائل سے ثابت فرمایا کہ مردے کے مرنے کے بعد اس کے لیئے طعام کھلانے کا سلسلہ پہلے دن سے لے کر چالیس روز تک صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین میں مروج تھا جو تا حال مسلسل جاری ہے امام سیوطی رحمتہ اللہ تعالےٰ کا وصال دسویں صدی کے اوئل میں ہوا اس کے بعد کے مصنفین محدثین کے ادوار بھی شاہد ہیں کہ یہ سلسلہ مسلسل غیر منقطع رہا صرف وہابی تحریک سے اس کے انکار نے سر اٹھایا جیسے ہمارے دور کے غیر مقلد وہابی اور دیو بندی اور ان کے ہمنوا فرقوں نے اس تحریک کو گلے لگایا ورنہ تمام عرب و عجم میں یہ سلسلہ (خیرات و صدقات) برائے اموات جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ اسے دجال بھی نہ مٹا سکے گا تو پھر اور کون ہے جو اس کار خیر کو مٹا سکے۔

سند احادیث المذکورہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق روایات کتاب ھذا کے ابتدا میں فقیر نے بقدر ضرورت لکھ دی ہیں اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ملاحظہ ہو۔ مذکورہ بالا روایات کے دو راوی حضرت طاؤس و حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ نہایت ثقہ اور معتبر راوی ہیں تمام محدثین کرام بلا تنقید ان کی روایات مذکورہ کے علاوہ بے

ستمارا احادیث روایت کی ہیں دونوں تابعی یقیناً دوسرے بزرگ
کے لئے تو بعض محدثین نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور آپ
طاؤس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثقہ مانے جاتے ہیں ان کے علاوہ
بخاری کی روایات میں حضرت مجاہد تابعی تلمیذ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما مشہور اور ثقہ راوی ہیں ان تینوں بزرگوں کی روایات
میں مردے کیلئے کھلانے کا ذکر ہے اور انہی کی روایات میں "کانوا یستحبون"
کے الفاظ ہیں تو اس سے یقیناً ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کسی بھی مومن
مسلمان کے مرنے کے بعد طعام پکا کر کھلاتے ہیں اور صحابہ کا قول
وفعل بھی حجت ہے کیوں کہ وہ فعل انہوں نے از خود نہیں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سن کر یا دیکھ کر کیا ہے یا کہا ہے جیسا کہ
اس قاعدہ کو مخالفین بھی مانتے ہیں۔

قواعد الحدیث

۱۔ اقوال وافعال صحابہ
حجت ہیں بالخصوص وہ امور جو امورِ آخرت سے ہوں یا ایسے
امور جو اجتہاد اور عقل وقیاس سے وراء ہوں تو یقیناً وہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لیا ہوگا۔
اور ہمارا اپنا اختلافی مسئلہ بھی امورِ آخرت اور عقل سے وراء
ہے۔

۲۔ وہ روایت جس میں کہا گیا ہے کہ اموات پر رحم کر کے ان کے لئے
کھانا کھلاؤ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راویوں کی
سند صحیح ہے کوئی بھی ضعیف یا مجروح یا متہم نہیں۔

۳۔ اس روایت کے راوی حضرت طاؤس اہل یمن اور طبقہ اول سے
ہیں جو خود فرماتے ہیں کہ میں نے پچاس صحابہ کی زیارت کی ہے۔
(الحلیہ لابی نعیم) بعض نے ستر صحابہ کی زیارت کا کہا آپ نوے سال کی

عمر میں فوت ہوئے بعض نے ایک سو بیس کہا سفیان ثوری آپ کے شاگرد ہیں۔

۴ ہماری مذکورہ روایات کے ایک روای حضرت عبید بن عمیر ہیں آپ مکہ معظمہ میں وعظ فرماتے امام مسلم صاحب صحیح مسلم میں فرماتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں پیدا ہوئے بعض کہتے ہیں آپ نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مکہ معظمہ کے واعظ تھے بہر حال تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔ جیسا کہ ہر ایک کو علٰحدہ علٰحدہ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے طلوع ثریا رسالہ" میں وضاحت سے لکھا ہے

۵ طاؤس رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع مرسل کے حکم میں ہے اور فن حدیث کا مسلم قاعدہ ہے ثقہ تابعی کی مرسل حجت ہے اسے تمام ائمہ حدیث نے تسلیم کیا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ چند شرائط لگاتے ہیں وہ بھی حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں فلہذا ان کی روایت قابل حجت ٹھہری۔

۶ حضرت عبید بن عمیر صحابی نہ سہی تابعی ہی سہی تو ان کی مرسل زیادہ قابلِ حجت ہوئی۔

۷۔ ایسے ہی مجاہد رضی اللہ عنہ مشہور مفسر تلمیذ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ثقہ اور معتبر ہیں۔

خلاصہ بحث

ہماری اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ مردے کے مرنے کے بعد طعام پکانا کھلانا حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عام طریقہ تھا جب کہ پہلے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ اہل میت

کی دعوت قبول کرتے اور تشریف لے جاتے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علماء مشائخ کا طریقہ رہا اور الحمدللہ تا حال وہ طریقہ اہل سنت میں جاری و ساری ہے۔ لیکن تحریک وہابیت نجدی نے باشارہ انگریز اہلسنت سے عداوت کا مظاہرہ کیا ہے جو آج بھی اس کا اظہار وہی کرتے ہیں۔ جو نجدی کے چیلے اور انگریز کی تیار کردہ تحریک وہابیت کے حامی ہیں۔

ملّاجی کا مُردہ ٹیکس

ان کے بعض بڑے ایسے ظالم ہیں کہ وہ ایصال ثواب کے تمام طریقوں کو ہندوؤں کے مراسم بنا کر عوام کو میت کے لئے طعام پکانے اور کھانے کھلانے کو حرام کہتے ہیں اور اسے روکنے کے لئے ہزاروں غلط حربے استعمال کرتے ہیں بلکہ اہلسنت پر جی بھر کر بہتان اور جھوٹ تراشتے ہیں۔ ایک دیوبندی وہابی کا اسی قسم کا کارنامہ ملاحظہ ہو۔

مذکورہ بالا عنوان اس نے ایک پمفلٹ پر قائم کر کے اہلسنت کے لئے یہ شعر چسپاں کیا۔

ختم شریف میں جب تک نہ ساتھ حلوہ ہو تو قبر کے پیٹ سے مشکل عذاب نکلے گا
ہمارے پیٹ میں جب حلوے خوب ڈالو گے تو پڑے گا زور تو جلدی ثواب نکلے گا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

اشعار مذکورہ کی طرح رسالے کا موضوع بحث بھی اسی کو بنایا کہ سنی مُردوں کے لئے حلوہ کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں ایسے ہی حلوہ

کے علاوہ جو خیرات میت کے لیے ہوتی ہے گویا وہ سنیوں کے نزدیک فرض ہے اگر کوئی نہ کرے تو بزور بازو اور مختلف طریقوں سے عوام سے کرایا جاتا ہے اور اس پمفلٹ کا نام "ملا جی کا مردہ ٹیکس" رکھا چنانچہ مولف اپنے رسالہ کا خود یوں تعارف کرا رہا ہے "اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ مخصوص دنوں میں طعام پر ختم پڑھنا مسنون طریقہ نہیں بلکہ یہ بدعت ہندوؤں سے اخذ کی گئی ہے اخوانِ ملت سے امید ہے کہ اس بدعتِ مرحومہ کے شجرۂ نسب سے مسرور ہوں۔ ص۲

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ مولف کی خباثتِ باطنی کی واضح دلیل ہے کہ مخصوص دنوں میں طعام پر ختم پڑھنا بدعت ہندوؤں سے اخذ کی گئی ہے وہابی دیوبندی مذکور نے شریعت پر کتنا ظلم ڈھایا ہے کہ اسلامی طریقوں کو ہندوؤں کے رسوم سے ملایا ہے یہ فتویٰ حضور سرورِ عالم سے لے کر امت کے تمام علماء و صلحاء پر چسپاں کر دیا کیونکہ الحمدللہ یہ طریقے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر تا حال تمام اہل اسلام میں مروج ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اقرار

شروع میں ایصال ثواب کو بھی استحباب کے درجہ میں رکھا گیا ہے (پمفلٹ ص۲)

تبصرہ اویسی غفرلہ

ناظرین یاد رکھیں کہ تمام دیوبندی وہابی ایصال ثواب کے استحباب کو مان کر آگے جو دیواریں برائے عدم جواز یا حرام یا بدعت کھڑی کرتے ہیں۔ وہ ان کی خود ساختہ

اور اہل اسلام پر بہتان تراشی یا بدگمانی وغیرہ ہے ان کی ایسی حرکتوں سے ہم انہیں نجدی کے چیلے اور انگریز کی تیار کردہ تحریک وہابیت کے سرگرم رکن مانتے ہیں ورنہ یہ شرع کا کوئی اصول نہیں کہ ایک بندہ خدا نیکی کا کام کر رہا ہو اسے ذرا دھمکا کر روکنے کی کوشش کی جائے ہاں اگر وہ نیکی میں غلط طریقہ اختیار کر رہا ہے تو اس کی غلطی زائل کی جائے نہ کہ سرے سے نیکی ہی نہ کرنے دی جائے یہ ایسے ہی ہے کہ اگر کسی کو سر کا درد ہو تو درد کا ازالہ کیا جائے گا نہ کہ سر کاٹ جائے گا۔

چونکہ وہابیوں دیوبندیوں کو انگریز کو خوش کرنا تھا اس کی خواہش تھی کہ معتزلہ (فرقہ) کے اصول زندہ کرکے مسلمانوں میں فساد پھیلایا جائے۔

اِنکار

پمفلٹ کے صـ ۲ پر لکھا ہے کہ "شرع میں ایصالِ ثواب کو بھی استحباب کے درجہ میں رکھا گیا ہے اسی قاعدہ کے تحت اسے ایسی قیود و حدود میں مقید نہیں کیا گیا جو عملاً کسی پر شاق ہوں اگر اسے دورِ حاضر کے متبدعین (بدعتی) کی مروجہ رسومات کے مطابق مقرر کیا جاتا تو حقائق شریعت میں فقط نقص معلوم ہوتا ہے اسے ذرا مختصر تشریح سے سمجھ لیجیے اگر شریعت میں ایصال ثواب کے لیے ایک مخصوص طعام یعنی حلوہ مقرر کیا جاتا تو آپ مسلمانوں کے مختلف رہائشی ممالک پر نظر ڈالئے کہ جو علاقے گندم کی روٹی کو بھی ترستے ہیں تو وہ اس حلوہ کی سنت مرحومہ پر کیسے عمل کر سکتے ہیں عرب میں سمندر کے ایک ساحلی علاقے میں ایسے مسلمان بستے ہیں جن

کا گذارہ صرف مچھلی پر ہے حتیٰ کہ ان کے جانور بھی مچھلی کھاتے ہیں۔ اب جو مسلمان روٹی کے بجائے مچھلی کھاتے ہیں وہ اپنے مردے کو حلوے کا ثواب کیسے بخشیں گے دوسرے جن علاقوں میں گندم ہوتی ہے وہاں ایسے مفلس مسلمان بھی بستے ہیں جنہوں نے اس حلوے کی صورت خواب میں بھی نہیں دیکھی وہ ثواب کے لیے اسے کہاں تلاش کریں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

دیوبندی وہابی اس قسم کے دھوکہ اور فریب اور غلط بیانی کے ماہر ہیں ان بھلے مانسوں سے کون پوچھے کہ حضرت ہماری کس کتاب میں لکھا ہے کہ ایصالِ ثواب کے لیے جملہ قیود فرض اور ضروری ہیں کہ نہ ہوں تو ایصالِ ثواب نہ ہو گا اور حلوہ شریف کی شرط کس کتاب میں دیکھی ذرا اس کا نام تو بتائیے۔

ناظرین! غور فرمائیے کہ دھوکہ باز ملا نے کیسی غلط چال چل کر دھوکہ دیا ہمارے طریق ایصال ثواب کو واجب قرار دے کر کہاں سے کہاں تک حقیقت مسئلہ کو توڑا مروڑا۔

سر پھرے کی مثال

دھوکہ باز ملا کی پیش کردہ مثال ایسے ہے کہ کوئی سر پھرا کہے کہ نفل نماز پڑھنا ہے لیکن مسجد میں ہی ضروری ہے اسی لئے وہ مسجد کہاں کہاں تلاش کرتا پھرے جبکہ بہت سے ممالک ایسے ہیں جہاں مساجد کا نشان تک نہیں ملتا

تو یہ سرے سے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دے ہاں اگر وہ یہ مان جائے کہ نماز کے لئے اگرچہ فرائض بھی ہوں مسجد میں پڑھنا ضروری نہیں جہاں چاہو پڑھ لو ہاں مسجد میں پڑھنے سے ثواب زیادہ ہوگا ایسے ہی ہم کہتے ہیں کہ یہ طرق مختلفہ جو ایصالِ ثواب میں ہیں بوجہ مصلحت ہیں نہ کہ ضروری اور واجب جنکی تفصیل گذر چکی ہے۔

ایک اور بہتان

اسی طرح مخصوص دنوں کی قید کا نقص سمجھ لیجیے۔ اگر شرعاً جمعرات، تیجا، ساتا، چہلم کو مخصوص کر لیا جاتا تو ایک مفلس آدمی جب بیمار ہو کر اپنی تمام پونجی اپنے علاج پر خرچ کر کے مر جاتا ہے اور اپنے پیچھے غربت کا عذاب اور یتیمی کا داغ چھوڑ جاتا ہے اور مثلاً وہ بدھ کے دن فوت ہو جاتا ہے اور اس کے اگلے دن اس کی غریب بیوہ نے حسب دستور برادری اور آئین بدعت کے تحت اپنے خاوند کا مخصوص دن جمعرات کو ختم شریف دینا ہے اب بتلائیے وہ بیچاری اس مخصوص دن کی قید کی وجہ سے ایسے کھانوں کا کہاں سے اہتمام کرے گی۔ جب کہ اسکے بچے روکھی روٹی کے لئے تڑپ رہے ہوں آپ جانتے ہیں کہ جب اس حالت کے باوجود متبدعین کا آئین بدعت اس غریب بیوہ کا گلا گھونٹتا ہے اور ظالم برادری بھی معاف نہیں کرتی وہ یتیم بچوں کا اثاثہ بھی متحمل نہیں ہوتا تو اسے قرض کے لئے دامن پھیلانا پڑتا ہے خواہ سودی قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے ہمیں تو اتنا بھی معلوم ہے کہ جب بعض عورتیں غربت کی وجہ سے ایسی رسموں کا قرضہ نہیں اتار سکتی تو انہیں قرض خواہ کے

شدید مطالبے کی وجہ سے اثاثہ عصمت فروخت کرنا پڑتا ہے (پمفلٹ مذکور صٓ ۳)

تبصرہ اویسی غفرلہ

ناظرین غور فرمائیں کہ دھوکہ بار ملّا نے ایصالِ ثواب کے استحباب کو تسلیم کرنے کے بعد پھر اسے رد کرنے کے لئے وہی صورتیں لکھ ماریں جنہیں ہم بھی حرام کہتے ہیں۔ جیسا کہ تفصیل گزری۔

اس کی مثال وہی ہے کہ ایک شخص نماز کو حرام کہہ کر اس آدمی کی نماز پڑھنے کی مثال دے جو نماز کے مفسدات کا مرتکب ہو۔ ہم اس قسم کے بہتان تراشوں اور دھوکہ بازوں کو وہی کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

"انما یفتری الکذب الذی لا یومنون"

بے شک جھوٹ افتراء بے ایمان لوگوں کا کام ہے۔

جھوٹ اور بہتانات کے نمونے

فقیر نے عرض کیا ہے کہ وہابی دیوبندی جھوٹ اور بہتان تراشنے کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ ان کے ہزاروں جھوٹ اور بہتانات میں سے ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ دھوکہ بار ملّا اپنے پمفلٹ کے صٓ ۴ پر لکھتا ہے۔

"مبتدعین کے نزدیک اس بدعت مرحومہ کے تین اجزاء ہیں۔

(۱) مخصوص ایام، (۲) مخصوص طعام (۳) کلام برطعام۔ اب کلام برطعام کے نقص کو سمجھئے یہ تیسرا جزو اس بدعت میں جزو اعظم کہلاتا ہے عوام کے نزدیک عقیدۃً اور علماً اسے اتنا اہم سمجھا جاتا ہے کہ جب

تک طعام پر مولوی صاحب اپنے معکوس ختم کی مہر نہ لگا دیں مردہ کو اس طعام کے ایصالِ ثواب کا پارسل نہیں ملتا محققین نے لکھا ہے کہ ہر بدعت کے اختراع میں شیطان کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے مولوی صاحب اور ان کے ختم خور لشکر کا کسی نامحرم گھر میں جانا پھر اس طعام پر حسن صوت سے ختم شریف پڑھنا جس قرأت کے ساز میں قرآنی حروف کے تار جڑے ہوئے ہوں اور سوز لحن میں نفسانیت کی لے مستور ہو۔ توجہ طعام پر ہو، مقصود اجرت ہو۔ اگر آپ انہیں میزانِ حقائق پر وزن کریں تو اس بدعت کی تہہ میں آپ پر اسرارِ تلبیس سے کئی رموز منکشف ہوں گے آپ جانتے ہیں جس دور میں محرموں سے عصمت خطرے میں آچکی ہو تو ایسے خطروں میں ایسے مقدس نامحرم نفوس گھروں میں جا سکتے ہیں اور ان کی یہ تشریف رحمت ہو سکتی ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

دھوکہ باز ملا نے حسب فریب کاری سے مطلق ایصالِ ثواب کو حرام قرار دیا وہی تو ہم بھی کہتے ہیں غلط کام غلط ہے خواہ وہ ایصالِ ثواب میں ہو خواہ دوسرے شرعی امور میں مثلاً کعبہ شریف کے سامنے عین طواف کے دوران جیب کترنے والے جیبیں صاف کر لیتے ہیں اسلامی جلسوں میں کئی خرابیاں سامنے آتی ہیں۔ مدارس عربیہ میں بہت غلط امور پائے جاتے ہیں تو کیا برائیاں بند کرنی چاہئیں یا سرے سے اصل نیکی ہی بند کر دی جائے

دیوبندیوں کے بہتان

وہابی دیوبندی اہلسنت کے متعلق یہ تأثر دیتے

ہیں کہ طعام آگے رکھ کر ختم شریف پڑھنا ضروری اور واجب ہے
ایسے نہ کیا جائے تو ثواب نہیں پہنچتا یہ ان کا خود ساختہ مسئلہ اور ظالمانہ بہتان اور کھلا جھوٹ ہے چنانچہ ایک دھوکہ باز ملا کی تحریر ملاحظہ ہو۔

"جب آپ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے مرے ہوئے باپ کی طرف سے سڑک پر نلکا لگوائیں تاکہ جو مسافر پانی پیئے تو اس کا ثواب ہمارے باپ کی روح کو ملتا رہے تو کبھی آپ کے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ ہم پہلے مولوی صاحب کو بلوا کر اس نلکے کی رقم پر ختم شریف پڑھوالیں یا اس نلکے کی مشین کے اوپر ختم پڑھوالیں یا آپ کسی وقت اپنے باپ کی قبر پر زیارت کے لیے جاتے ہیں اور چند مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کی روح کو بخشتے ہیں تو کیا آپ کے دل میں خیال آتا ہے کہ کاش میرے پاس کچھ حلوہ ہوتا تاکہ میں یہ کلام اس حلوے پر پڑھ کر اس کی روح کو بخشتا شاید یہ کلام حلوے کے بغیر اکیلی عالم برزخ میں گھبرا جائے اور اس گھبراہٹ میں واپس نہ آجائے یا آپ کسی مسکین کو کھانا کھلاتے ہیں تو کیا آپ کو فکر ہوتا ہے کہ جب تک اس پر کلام نہ پڑھا جائے مسکین کے پیٹ میں ثواب کے ساتھ ہضم نہ ہوگا ان مثالوں کو تدبر کے ساتھ دہرائیں اور سوچ کر جواب دیں کہ کیا ان تمام صورتوں میں آپ کی خیرات صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر مرے ہوئے باپ کی طرف سے بغیر ختم کے نلکا لگوانے سے اسے ثواب پہنچتا رہتا ہے تو جب آپ حسب معمول حسب وسعت کھانا پکوا کر غرباء میں تقسیم

کردیں تو کیا اس کھانے کا ثواب ختم کے بغیر آپ کے باپ کی روح کو نہیں پہنچے گا (مردہ ٹیکس پمفلٹ صفحہ ۵)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

اس لمبے چوڑے مضمون سے یہ ثابت ظالم نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ختم شریف کے بغیر ہی جب ثواب پہنچ جاتا ہے تو پھر ختم شریف کی کیا ضرورت ہے اس ظالم کو کون سمجھائے کہ کس نے ختم شریف ایصال ثواب کے لئے لازم رکھا ہے بلکہ یہی دھوکہ باز ملا اسی پمفلٹ کے صفحہ ۶ پر عبادات کی رقمیں لکھ کر جواز مانتا ہے تو ختم شریف سے ضد کیوں اہلسنت نے طعام کے ساتھ کلام کی برکات کہا ہے لیکن نہ کہ واجب تفصیل گزری ہے۔

مخصوص طعام

آپ جب کسی کے نام پر کچھ خیرات کریں تو وہ چیز مسکینوں کو بغیر مخصوص چیز اور بغیر مخصوص ایام خیرات کردیں۔ اسی طرح آپ کسی کے ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھیں تو آپ پڑھ کر کسی کی روح کو بخش دیں تو اس روح کو ثواب مل جائے گا لیکن ان دونوں کو جمع کرنا اور یہ کہنا یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں یہ بدعت ہے اور قوانین شرعی کے خلاف ہے

تبصرہ اویسی غفرلہ

اہلسنت کے نزدیک مخصوص طعام کی کوئی شرط نہیں یہ ملا دھوکہ باز کی اپنی شرارت ہے ہاں مخصوص ایام بھی مصلحت

کے طور ہیں نہ کہ لازم اور ضروری ڈیل ہیں دھوکہ باز نے ایصالِ ثواب کو ہندوانہ رسم ثابت کرنے کے لیے دلائل لکھے ہیں ۔

ہندوانہ رسم

"باقی رہا یہ کہ اس بدعت مرحومہ کا مآخذ اور شجرہِ نسب کیا ہے؟ تو آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان میں جتنی مسلمان قومیں بستی ہیں ان میں سے اکثر قومیں چند پشتوں سے پہلے ہندو تھیں کسی خاندان کا کوئی فرد مسلمان ہو گیا اس فرد کے نسب سے تقلیدِ نسلی کی وجہ سے یہ مسلمان چلے آرہے ہیں اسی طرح ان قوموں کے کچھ پنڈت بھی مسلمان ہو گئے تھے ان جدید الاسلام مسلمانوں نے ان نومسلم، پنڈتوں کو اپنا مولوی رکھ لیا یہ پنڈت حالت کفر میں مردے کے طعام پر وید پڑھا کرتے تھے اور یہ رسم مخصوص طعام اور مخصوص ایام میں ادا کرتے تھے اور اس طعام کو صرف برہمنوں کے لیے مخصوص کرتے تھے ۔ سو دکر قوموں پر یہ کھانا حرام جانتے تھے۔ اس رسم کو وہ اپنے مذہب میں ابھشرمن کہتے تھے ۔ جب ایسے پنڈت مسلمان ہو کر مولویت کے عہدے پر سرفراز ہو گئے تو اپنی شکم پرستی کے لیے مخصوص طعام اور مخصوص ایام بھی تقلیداً وضع کر لیے ۔ اور وید کی بجائے طعام پر قرآن مجید پڑھنے لگے اس طرح یہ رسم ہندوستان کے قریہ قریہ میں جاری ہو گئی جب اسلامی تعلیم عام ہونے لگی تو ان شکم پرستوں نے ایسی رسموں کے جواز کے لیے قرآن و حدیث کی عبارتوں میں دلیلیں تلاش کرنی شروع کر دیں اور جب اس پر کوئی صریح حکم نہ ملا تو جھوٹی حدیثیں وضع کی گئیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کے مرنے کے بعد کھانا پکایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ختم فاتحہ پڑھا یہ ہے اس ختم کے ماخذ کی دلیل ۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

ناظرین نے دیکھا کہ ڈھکوکہ بازملاّ نے کس طرح اسلامی مسئلہ کو ہندوآنہ رسم ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا ہندوپاک کی تمام قومیں نومسلم ہیں یا پھر تمام مسلمان مشائخ وعلماء ہند ونومسلموں کے آگے بے بس ہوگئے ہندوپاک کے علاوہ تمام ممالک اسلامیہ میں جو لوگ یہ اسلامی طریقہ عمل میں لاتے ہیں وہ سب کے سب تمہارے ملک ہندوپاک سے متأثر ہیں اور ہندوپاک کے نومسلم لوگوں سے پہلے جو عرب وعجم میں ایصال ثواب کے مروجہ طریقے ہیں وہ سب کے سب ہندوؤں سے سیکھ کر کرتے ہیں جبکہ فقیر نے گذشتہ اوراق میں خیر القرون سے تاحال تمام اہل اسلام کی معتبر کتب سے ثابت کر آیا ہے۔

غلط استدلال

علامہ بیرونی متوفی ۴۴۰ھ اپنی مشہور کتاب الہند مطبوعہ یورپ صـ۲۸۲ میں کفار ہند کی رسوم بعد موت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

واما مالزم للوارث اقامتہ من حقوق المیت فی السنۃ الاولی فہو ست عشرۃ ضیافت یطعم فیہا ویتصدق منہا کل واحد من الیوم الحادی عشر والخامس من یوم موتہ	حقوق میت میں سے جو وارث پر اول سال میں واجب ہیں وہ سولہ ہیں۔ ضیافت کرنا اور ہر ایک کو ملوم وفات سے گیارھویں پندھرویں روز اور ہر ماہ کے بعد کھلانا اور اس کی ہر ماہ کی

وفی کل شھر واللتی فی
سادس الشھور منھا مزیۃ
علی غیرھا فی الکثرۃ والجودۃ
وقبل تمام السنۃ بیوم
وھی تکون لاحبابہ
ثم خاتمۃ السنۃ وقد
انقضت حقوقہ بانقضا
ئھا ویجب ان یعلم ان الطعام
محرہ علی الورثۃ یوما
یوما واحداً من اول
ھذہ السنۃ الخ (پمفلٹ ص ۸)

چھٹی تاریخ کو فضیلت
ہے نیز اختتام سال سے
ایک روز پہلے اور سال
کے اختتام پر یہ بھی
واجب ہے کہ وارثین
ایک دن کھانا
نہ کھائیں ۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

اس حوالہ میں ہے دھوکہ باز ملاں کھانا چاہتا ہے کہ یہ

تیجا اور ساتواں، دسواں، چہلم وغیرہ ہندوانہ رسم ہے اسے چاہیئے تھا کہ ایسا اسلامی حوالہ لکھتا جس میں صاف لکھا ہوتا کہ تیجا وغیرہ ناجائز وحرام ہے جیسا کہ ہم نے حضرت ابراہیم کے تیجہ کا حوالہ ملا علی قاری کے فتاویٰ سے ثابت کیا ہے وہ روایت منگھڑت اور موضوع نہیں بلکہ مستند ہے اور محقق حنفی کی بیان کردہ روایت ہے ہندو کی اگر کوئی رسم اسلام کے مشابہ ہے تو اسلامی مسئلہ پر حرف نہیں آتا یہ وہابیہ دیوبندیہ فرقہ کا ایک دھوکہ ہے بلکہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس قسم کے توہم سے سختی سے روکا چنانچہ صفا ومروہ کی سعی صحابہ کو شاق گذری کہ وہاں بت رکھے

رہتے تھے آپ نے سعی سے روکا نہیں بلکہ حکم فرمایا اسے جاری رکھا جائے

ایک اور دھوکہ

دھوکہ باز ملا نے اسی پمفلٹ کے ص۹ پر لکھا ہے کہ

"یہ بھی واجب ہے کہ نو دن تک اپنے گھر کے سامنے طعام پختہ اور پانی کا کوزہ رکھیں ورنہ میت کی روح قرار نہیں پکڑے گی بھوک اور پیاس کی حالت میں گھر کے اردگرد پھرتی رہے گی پھر عین دسویں دن میت کے نام پر کثیر طعام اور ٹھنڈا پانی دیا جائے اور گیارھویں دن کے بعد ہر دن اتنا طعام دیا جائے کہ ایک آدمی کے لئے کافی ہو سکے اور ساتھ ہی چار آنے کے پیسے بھی ہوں یہ سلسلہ تمام سال تک جاری رہے" اس کے بعد ص۲۹ پر تحریر ہے۔

واما شہر پوش فانھم یکثرون فی الغرا یامہا من پوھول وھو طعام حلویتخذ و

اور نیر ماہ پوہ کے آخر دنوں میں مردہ کے لئے حلوہ پکا کر دیتے ہیں۔

اس سے قبل ص۲۷ پر لکھا ہے

" ویجب ان یکون آنیتہ مائدہ علیحدۃ والا کسرت وکذلک طعامہ (احسن المقالات ص۲۷)

برہمن کے لئے یہ لازم ہے کہ اس کے کھانے پینے کے برتن علیحدہ ہوں ورنہ وہ توڑ دیے جائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد تمام احباب کے لئے دعوت کرنا ایصالِ ثواب کے لئے دن مقرر کرنا ختم کے

سالقہ ٹھنڈا پانی رکھنا جب جب طعام نہ بھیجا جائے روح کا بیقرار رہنا، ختم طعام میں علاوہ پکانا مولوی کے برتن سے دوسروں کا نہ کھانا بلا برتن مخصوص کرنا جیسے ہمارے لوگ مردہ نہلانے کے لیے گھڑے علیحدہ خریدتے ہیں۔ اور پھر انہیں گھر میں استعمال نہیں کرتے بلکہ مسجد میں نہ بھیج دیتے ہیں یہ سب رسومات ہندوؤں سے سیکھی گئی ہیں ورنہ انصاف سے بتلاؤ ایسا کرنا اسلام کی کون سی کتاب میں لکھا ہوا ہے؟ (پمفلٹ ص۱۰)

تبصرہ اویسی غفرلہ

دھوکہ باز ملانے ہندو مذہب کا حوالہ دے کر کس طرح اسلامی مسائل کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے اہل میت کی دعوت اڑانا ہم بھی ناجائز کہتے ہیں۔ جیسے گذرا دن مخصوص کرنا بطور مصلحت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ طعامِ میت ایصال ثواب کے لیے ہے تو اس کے جواز میں کسی سنی وہابی دیوبندی کو اختلاف نہیں اس سے میت کے دکھ مٹتے ہیں مراتب بلند ہوتے ہیں۔ اگر طعام میت محض دعوت ہے جس میں ثواب پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں یہ ناجائز ہے جو دھوکہ دیکر عوام کو عبادات دکھلاتے ہیں وہ یہی دعوت وضیافت کی عبادات ہیں۔ فقیر نے گزشتہ اوراق میں تفصیل عرض کر دی ہے۔ جو حضرات اپنے مردگان کی نجات چاہتے ہیں وہ دل کھول کر جتنا چاہیں طعام پکائیں۔ غرباء و مساکین کو کھلائیں۔ جو اپنے مردگان کی نجات نہیں چاہتے' ہم انہیں مجبور نہیں کرتے

وما علینا الا البلاغ

تمت بالخیر

قطبِ مدینہ پبلشرز کی جانب سے

حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان، مصنف اعظم اسلام، شیخ المشائخ حضرت سرکار قبلہ الحاج الحافظ پیر **فیض احمد اویسی** صاحب زیدہ مجدہ کی ایمان افروز کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

کتاب	مصنف
کعبے کا کعبہ	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
کُن کی کنجی	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
کُن کی زبان	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
فضائل قرآن	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
فضائل درود وسلام	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
اوجھڑی کی کراہیت	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
کیا میت کا کھانا جائز ہے؟	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
سبز عمامے کا جواز	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
مسواک اور ٹوتھ پیسٹ	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
کیا دیوبندی بریلوی ہیں؟	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا، فتویٰ	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب
باکمال نابینے	مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب

ناشر قطب مدینہ پبلشرز۔
موبائل 0320-4027536 کراچی